ہفت روزہ

انٹرنیشنل

الفضل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۲۸ مارچ ۱۹۹۷ء شمارہ ۱۳

۱۸ ذوالقعدہ ۱۴۱۷ ہجری ☆ ۲۸ امان ۱۳۷۶ ہش

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اطاعت، عبادت، خدمت میں اگر صبر سے کام لو تو خدا کبھی ضائع نہ کرے گا

"اطاعت، عبادت، خدمت میں اگر صبر سے کام لو تو خدا کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اسلام میں ہزاروں ہوئے ہیں کہ لوگوں نے صرف ان کے نور سے ان کو شناخت کیا ہے۔ ان کو مکاروں کی طرح بھگوے کپڑے یا لمبے چوغے اور خاص خاص متمیز کرنے والے لباس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ خدا کے راستبازوں نے ایسی وردیاں پہنی ہیں۔ پیغمبر خدا ﷺ کا کوئی خاص ایسا لباس نہ تھا جس سے آپ لوگوں میں متمیز ہو سکتے۔ بلکہ ایک دفعہ ایک شخص نے ابوبکرؓ کو پیغمبر جان کر ان سے مصافحہ کیا اور تعظیم و تکریم کرنے لگا۔ آخر ابوبکرؓ اٹھ کر پیغمبر خدا ﷺ کو پنکھا جھلنے لگ گئے اور اپنے قول سے نہیں بلکہ فعل سے بتلادیا کہ آنحضرت ﷺ یہ ہیں میں تو خادم ہوں۔ جب انسان خدا کی بندگی کرتا ہے تو اسے رنگدار کپڑے پہننے، ایک خاص وضع بنانے اور مالا وغیرہ لٹکا کر چلنے کی کیا ضرورت ہے ایسے لوگ دنیا کے کتے ہوتے ہیں۔ خدا کے طالبوں کو اتنی ہوش کہاں کہ وہ خاص اہتمام پوشاک اور وردی کا کریں وہ تو خلقت کی نظروں سے پوشیدہ رہنا چاہتے ہیں۔ بعض بعض کو خدا تعالیٰ اپنی مصلحت سے باہر کھینچ لاتا ہے کہ اپنی الوہیت کا ثبوت دیوے۔ آنحضرت ﷺ کو ہرگز خواہش نہ تھی کہ لوگ آپ کو پیغمبر کہیں اور آپ کی اطاعت کریں اور اسی لئے ایک غار میں جو قبر سے زیادہ تنگ تھی جا کر آپ عبادت کیا کرتے تھے اور آپ کا ہرگز ارادہ نہ تھا کہ اس سے باہر آویں۔ آخر خدا نے اپنی مصلحت سے آپ کو خود باہر نکالا اور آپؐ کے ذریعے سے دنیا پر اپنے نور کو ظاہر کیا۔ انبیاء تلامیذ الرحمٰن ہوتے ہیں ان کا کوئی مرشد وغیرہ نہیں ہوتا وہ دنیا سے بالکل فانی ہوتے ہیں وہ ہرگز اپنا اظہار نہیں چاہتے مگر خدا ان کو زبردستی باہر کھینچ لاتا ہے انسان کیا وہ تو فرشتوں سے بھی اخفاء چاہتے ہیں اور ان کی فطرت ہی اس قسم کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہوتے ہیں لیکن جن کو دنیا کا خیال ہوتا ہے اور چاہتے ہیں کہ لوگ ان کو اچھا جانیں وہ خدا کے نزدیک مردار ہوتے ہیں اور ہزاروں قسم کی تصنعات سے ان کو کام لینا پڑتا ہے وہ شیطان ہوتے ہیں ان سے دور رہنا چاہئے وہ لوگ جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے وہ اور ہیں نہ کہ یہ۔

پس یاد رکھو کہ زبان سے خدا کبھی راضی نہیں ہوتا اور بغیر ایک موت کے کوئی اس کے نزدیک زندہ نہیں ہوتا۔ جس قدر اہل اللہ ہوتے ہیں سب ایک موت قبول کرتے ہیں۔ اور جب خدا ان کو قبول کرتا ہے تو زمین پر بھی ان کی قبولیت ہوتی ہے۔ پہلے خدا تعالیٰ خاص فرشتوں کو اطلاع دیتا ہے کہ فلاں بندے سے میں محبت کرتا ہوں اور وہ سب اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی محبت زمین کے پاک دلوں میں ڈالی جاتی ہے اور وہ اسے قبول کرتے ہیں۔ جب تک ان لوگوں میں سے کوئی نہیں بنتا تب تک وہ پیتل اور تانبا ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کی قدر کی جاوے۔" (ملفوظات جلد سوم [طبع جدید] صفحہ ۶۱۹ تا ۶۲۰)

'......واجعلنا للمتقین اماما' کی دعا تب قبول ہو سکتی ہے اگر ماں باپ نیک ہوں اور نیکی کی وجہ سے اولاد کو ان سے پیار ہو

اس دعا کی طرف آجکل کے زمانے میں غیر معمولی توجہ کی ضرورت ہے۔ کئی گھروں کی اصلاح میں اس دعا نے بہت کام دیا ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۴ مارچ ۱۹۹۷ء)

لندن (۱۴ مارچ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ الفرقان کی آخری آیات کی تلاوت کی اور گزشتہ خطبہ کے مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ رحمان کے بندوں کی یہ علامت بتائی گئی تھی کہ وہ جھوٹ کا مونہہ تک نہیں دیکھتے اور لغو باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ جھوٹ سے اجتناب کے نتیجہ میں ان کی لغو میں دلچسپی از خود ختم ہونے لگتی ہے۔ حضور نے آیت قرآنی کے بیان کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ جب وہ لغویات میں دلچسپی نہیں لیتے تو وہ جو ان میں ملوث ہوتے ہیں ان پر کوئی اپنی

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

اس کالم میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر نشر ہونے والے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری درج ذیل ہے :-

ہفتہ ۸ مارچ ۱۹۹۷ء

آج مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کے ساتھ بچوں کی ہفتہ وار کلاس منعقد ہوئی جس میں پنجگانہ نماز پر زبانی اور عملی نمونہ سے وضاحت کی گئی۔ اور بچوں کو وضو، ارکان نماز، آداب نماز، رکوع و سجود اور قعدہ وغیرہ کے متعلق تفصیل سے بتایا گیا۔

اتوار ۹ مارچ ۱۹۹۷ء

آج کے ملاقات پروگرام میں سب زائرین غانا کے تھے اور انہوں نے سب سے پہلے حضور ایدہ اللہ کے ساتھ مرحوم و مغفور مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کی تعزیت کی۔ اس پر حضور انور نے مرحوم کی صفات اور ان صعوبات کا ذکر فرمایا جو انہوں نے غانا میں تبلیغ کے دوران برداشت کیں اور خاص طور پر ایک غیر معمولی واقعہ کا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا غانا میں ایک تقریر کے دوران ایک شرارتی ملا بھاگا بھاگا آیا اور کہنے لگا کہ یہ مہدی جھوٹا ہے کیونکہ مہدی کے آنے سے زلزلہ آنا تھا۔ اس پر سب لوگ کھڑے ہو گئے اور گا گا کر کہنے لگے : زلزلہ نہیں آیا اس لئے مہدی جھوٹا ہے۔ مولانا نذیر صاحب نے بڑے دھڑلے سے فرمایا : 'زلزلہ آئے گا' اور یہ خبر سب جگہ پھیل گئی۔ اگلے ہی دن خدا کا کرنا یہ ہوا کہ زلزلہ آ گیا اور پھر ان ہی لوگوں نے گا گا کر کہنا شروع کیا : مہدی سچا ہے کیونکہ زلزلہ آ گیا ہے۔ حضور نے غانا میں احمدیت کے کثرت سے پھیلنے اور کئی وزیروں کے احمدی ہونے کا ذکر بھی فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ انشاء اللہ افریقہ میں غانا پہلا احمدی ملک ہو گا۔ حضور نے غانا کے لوگوں کے اوصاف، احمدیت کے لئے اخلاص و محبت اور قربانیوں میں فیاضی کے اوصاف کا ذکر فرمایا۔ اس دلچسپ ذکر نے کافی طول کھینچا۔

☆ایک سوال یہ ہوا کہ ایک بشپ نے اسلام میں داخل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور قرآن مجید پڑھنے کا اعلان کیا ہے۔ حضور نے فرمایا درپردہ یہ ان لوگوں کا پراپیگنڈہ ہے اور Cold War کی طرح ہے جس طرح سلمان رشدی نے بہت ہوا دی۔ اگر ایک دو بشپ مسلمان ہو بھی جائیں تو انہیں ہی فائدہ ہو گا، ان کی روح تثلیث سے آزاد ہو جائے گی۔ ہاں افریقہ کے ایک چیف کے احمدی ہونے سے اس کے سارے پیرو ساتھ آئیں گے۔

☆سوال کیا گیا کہ پاکستان بنے ۵۰ سال ہو گئے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ اس کی جوبلی منانی چاہئے۔ حضور نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان کی پیدائش کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی اور موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قائداعظم کا پاکستان نہیں بلکہ ان کے دشمنوں، ملاؤں کا پاکستان ہے جس کا کلچر ڈرگ اور کلاشنکوف ہے۔ احمدیوں پر مظالم کے سلسلہ میں حضور نے پھر سے ملاؤں کو آنحضرت ﷺ کی قرآنی تعلیم یاد دلائی اور آپؐ کے عمل کی بھی وضاحت فرمائی۔ جب مدینہ میں مختلف مذاہب کی پبلک نے آپ کو اپنا حاکم مان لیا تو آپؐ نے کسی پر نہ اسلام ٹھونسا اور نہ ہی ان کے جھگڑے اسلام کے مطابق طے کئے۔ حضور نے فرمایا جس سیکولر حکومت کی مثال آنحضرت ﷺ نے پیش فرمائی اس کی دنیا میں کہیں نظیر نہیں ملتی۔

سوموار ۱۰ مارچ ۱۹۹۷ء

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۸ نشر مکرر کے طور پر نشر کی گئی جو ۲۶ اپریل ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دواؤں کے نام ذہن نشین کرنے کے لئے انہیں بار بار دہراتے رہیں۔ قابل اعتماد دواؤں میں فلاڈلفیا امریکہ کی بی۔ٹی، انگلستان میں نیلسن کی اور جرمنی کی بنی ہوئی دوائیں ہیں۔ دواؤں کے مکس کرنے کا طریق سمجھایا اور فرمایا دھوپ میں دوا نہ کھولی جائے نہ رکھی جائے۔ ایلوپیتھک اور بائیو کیمسٹ دواؤں میں فرق بھی سمجھایا۔ چونکہ Hay Fever کا موسم ہے اس لئے حضور نے اس کا تفصیلی ذکر فرمایا کہ اس میں نیٹرم میور ۲۰۰ میں اگر کام نہ کرے تو سباڈیلا ۳۰ دیں اور یورپ کے Hay Fever میں لیکس (Lachesis) بھی کام کرتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انگلستان اور جرمنی کی بنی ہوئی دوائیں پاکستان سے منگوائیں تو بہت سستی پڑتی ہیں۔

منگل ۱۱ مارچ ۱۹۹۷ء

ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۸۲ میں حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النور کی آیات ۲۳ تا ۳۶ کا ترجمہ اور اہم مقامات کی تشریح اور تفسیر بیان فرمائی۔

بدھ ۱۲ مارچ ۱۹۹۷ء

ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۸۳ میں حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النور کی آیات ۳۷ تا ۵۱ کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرمائی۔

(باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

اداریہ

اَنْزِلْ جُنُوْدَكَ يَا قَدِيرُ لِنَصْرِنَا

آج سے سو سال پہلے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء میں اپنے ایک اشتہار میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ "یہ خدا کی قدرت ہے کہ جس قدر مخالف مولویوں نے چاہا کہ ہماری جماعت کو کم کریں وہ اور بھی زیادہ ہوئی، اور جس قدر لوگوں کو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے سے روکنا چاہا وہ اور بھی داخل ہوئے یہاں تک کہ ہزارہا تک نوبت پہنچ گئی- اب ہر روز سرگرمی سے یہ کارروائی ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ اچھے پودوں کو اس طرف سے اکھاڑتا اور ہمارے باغ میں لگاتا جاتا ہے- کیا منقول کی رو سے اور کیا معقول کی رو سے اور کیا آسمانی شہادتوں کی رو سے دن بدن خدا تعالیٰ ہماری تائید میں ہے"- جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ اس بیان کی صداقت پر گواہ ہے اور باغ احمدؑ سدا بہار خوش رنگ و خوشبودار پھولوں اور پھلوں سے مہک رہا ہے- دنیا بھر کی سینکڑوں اقوام کے ہزاروں ہی نہیں لاکھوں سعید افراد ہر سال اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو کر اس کی رونق و شادابی میں اضافہ کر رہے ہیں- کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں جو الٰہی تائیدات سے خالی ہو- یہ جماعت اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات سے تقویت پاتے ہوئے مسلسل نشو و نما پاتی اور بڑھتی اور پھیلتی چلی جا رہی ہے- گزشتہ ۱۰۸ سال میں اس جماعت پر کتنے ہی سخت ابتلا آئے، کتنے کٹھن اور مشکل حالات سے واسطہ پڑا، کئی طوفان آئے اور گزر گئے لیکن خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ باغ اپنی سرسبزی و شادابی میں مسلسل بڑھتا رہا، پھیلتا رہا- جتنی سخت آزمائشوں کے دور آئے اسی قدر قوی نشانات سے خدا تعالیٰ نے اپنی تائید کا ثبوت دیا- آج اس دور میں جو اسلام و احمدیت کی غیر معمولی تیز رفتار کے ساتھ ترقی کا دور ہے، خدا کی نصرت کے نشانات بارش کی طرح برس رہے ہیں اور جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے جب کوئی ایسا نشان ظاہر ہو تو جہاں مومنین کے دل اس سے تقویت پاتے ہیں وہاں منکرین کو سخت تکلیف پہنچتی ہے- اس زمانہ کے منکرین فیضان ختم نبوت بھی جماعت کی ترقی و استحکام اور باغ احمد کی بہار کو دیکھ کر سخت غیظ و غضب اور اضطراب میں مبتلا ہیں چنانچہ اندر ہی اندر گہری سازشیں ہو رہی ہیں- مکر و فریب پر مبنی منصوبہ سازیاں ہو رہی ہیں کہ کس طرح اس باغ کو تباہ کیا جائے- ان کے ارادے نہایت ناپاک اور ان کے مقاصد تاریک ہیں- چونکہ وہ الٰہی نور کو رد کر چکے ہیں اور ظلمت سے پیار رکھتے ہیں اس لئے ان کی تمام شرارتیں اور منصوبے بھی ظلم و ستم پر مبنی ہیں- جماعت کے خلاف اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان سلسلہ کے خلاف نہایت گندی گالیاں اور بدزبانی اور بدگوئی سے کام لیا جا رہا ہے- اور نہایت غلیظ جھوٹ اور نفرت سے بھرے ہوئے شر انگیز اشتہارات شائع کر کے عوام الناس کو اشتعال دلایا جا رہا ہے- حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے مباہلہ کی دعوت اور جھوٹے پر لعنت ڈالنے کے اعلان کے بعد تو معاندین احمدیت کا غصہ منجدھار کی طرح جوش مار رہا ہے اور وہ شرم و حیا اور اخلاق کی تمام راہوں کو ترک کر کے فتنہ فساد پر کمربستہ ہیں- ان کی ان نہایت پر اذیت شرارتوں کے مقابل پر ہماری جائے پناہ صرف اللہ کی ذات ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہم یہی کہتے ہیں کہ :-

"ہم صبر کر کے تضرع اور رونے کو لازم پکڑتے ہیں اور ان کے سواروں سے ہم خدائے تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں- خدا کا تیر وہ ہے کہ جب چھوٹا تو خطا نہیں جاتا اور خدا کا قہر ان کے قہر پر غالب ہے- اے قادر! ہمارے لئے اپنا لشکر اتار کیونکہ ہم ان کے ملنے سے موت کو ملے- اے میرے رب! دل حلق کو پہنچ گئے- اے میرے رب خلقت کو ان کے سانپ سے نجات دے- دل بیقراریوں سے ٹکڑے ہو گئے- سو رحم کر اور ہماری جان کو ان کے دیو سے رہائی بخش- اور دشمنوں کو بھیڑیوں کی بکری بنا تا ان کو پکڑیں اور نوچ نوچ کر کھاویں اور ہمارے دلوں کو ان کی رسوائی اور ذلت سے شفا بخش-"

(نور الحق جلد اول سے عربی اشعار کا اردو ترجمہ بحوالہ القصائد الاحمدیہ)

(بقیہ مختصرات از صفحہ اول......)

ہر بدھ کی ترجمۃ القرآن کلاس کے آخر میں ۱۵ منٹ حضور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت ہومیوپیتھی کے سلسلے میں اگر کوئی سوالات ہوں تو ان کے جوابات کے لئے وقف فرمائے ہیں اور جوابات کے بعد اگر وقت باقی بچے تو پھر حضور کچھ نئی باتیں اور تجربات بیان فرماتے ہیں- آج کی نشست میں ایگزیما کے تعلق میں کچھ گفتگو ہوئی-

جمعرات ۱۳ مارچ ۱۹۹۷ء

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۹ جو ۲۷ اپریل ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی- کل کی طرح آج بھی مختلف پوٹینسی کی دوائیں تیار کرنے کی ترکیب بتائی گئی- Hay Fever کے موسم کے پیش نظر حضور انور نے اس کی وجوہات اور علاج پر مفصل روشنی ڈالی-

دمے کے متعلق حضور انور نے ایک نہایت کارآمد نسخے کا ذکر فرمایا اور وہ یہ ہے کہ مرغ کے پنجوں کو صاف کر کے ان کی پتلی سی یخنی ایک پیالی صبح اور ایک پیالی شام مستقل پلائیں- اسی طرح مرغی کے معدے کی جھلی کو دھو کر خشک کر کے اور پیس کر اس کے چار حصے کر کے دینے سے دمے کو شفا ہونے کا تجربہ ہے-

جمعۃ المبارک ۱۴ مارچ ۱۹۹۷ء

آج پروگرام ملاقات میں اردو بولنے والے احباب کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے حسب ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے :

☆ البانیہ کی موجودہ صورت حال کے بارے میں حضور انور کا کیا تبصرہ ہے ؟

☆ کیا ایسے غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافر نہیں کہتا ؟

ہاتھ اٹھاؤ نہ ناتوانوں پر
نہ کرو ظلم اپنی جانوں پر

ہم اگرچہ زمیں پہ بیٹھے ہیں
پر نگاہیں ہیں آسمانوں پر

آپ اتنا تو جانتے ہونگے
ایک حاکم ہے حکمرانوں پر

ہم سے پوچھو حقیقتیں کیا ہیں
تکیہ کرتے ہو کیوں فسانوں پر

آپ کو کیا خبر خدا کا کلام
جاری ہوتا ہے کن زبانوں پر

قلب مومن سے جب دعا نکلے
شور اٹھتا ہے آسمانوں پر

وہ جو راتوں کے تیر ہیں ناہیدؔ
بیٹھتے ہیں وہی نشانوں پر

(عبدالمنان ناہید)

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات کھول دی ہے- اگر وہ پبلک میں جرأت کے ساتھ کہہ دیتا ہے کہ ہم نے بیعت تو نہیں کی مگر ہم انہیں جھوٹا نہیں سمجھتے- اس لئے شرط یہ ہے کہ مکذب نہ ہو- جو اللہ کے امام کا انکار کرے وہ امامت کا حق کھو بیٹھتا ہے-

☆ ہندو لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں بھی کبھی پتھروں کی پوجا ہوتی تھی- حجر اسود جو ایک پتھر ہے اس کا اتنا احترام کیوں کیا جاتا ہے جبکہ ہندوؤں کی طرف سے پتھر کی دیویوں کے احترام کو شرک سمجھا جاتا ہے ؟

حضور انور نے فرمایا حجر اسود کو صرف بوسہ دیا جاتا ہے جو پیار کی علامت ہے عبادت کی نہیں- ہندو تو سر ٹیکتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں جو حجر اسود کو نہیں کیا جاتا- اسی سلسلہ میں حضور انور نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کا پہلا گھر اس دھرتی پر کس طرح تعمیر کیا گیا تھا- کن پتھروں سے بنا، اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ حجر اسود وہ پتھر ہے جو بہت عرصہ پہلے دمدار ستاروں کی بوچھاڑ کے دوران فضا میں داخل ہوتے ہوئے سیاہ ہو گیا- اس لئے وہ پتھر جو خدا نے اپنے گھر کے لئے آسمان سے بھیجا کیا اس سے محبت نہیں ہو گی ؟

☆ 'اسلامی اصول کی فلاسفی' میں سؤر کے گوشت کی حرمت کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ صحت کے لئے مضر ہے لیکن مغرب میں اس کا گوشت کھانے والے خوب تندرست ہیں اور لمبی عمر پاتے ہیں-

حضور نے فرمایا کہ یہ موازنہ بالکل لغو ہے- مغربی ممالک میں اگر ان لوگوں کی خوراک، ورزش، سیر و تفریح اور حکومت کے صحت کے متعلق انتظامات نہ ہوں تو یہ لوگ شراب اور سؤر کے گوشت کی وجہ سے کہیں زیادہ دل کی بیماری سے ہلاک ہوں-

☆ بائبل میں حضرت اسحاق کی قربانی کا ذکر ہے اور قرآن مجید میں حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا- اس کی وضاحت فرمائیں ؟

حضور نے فرمایا اگر حضرت اسحاقؑ کی قربانی کی کوشش ہوئی ہوتی تو اتنی گمنام کیوں ہوتی اور یہ کہ وہاں کوئی Pilgrim-age کیوں نہ ہوئی- حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد میں اس جگہ ہر سال لاکھوں لوگ وہاں پہنچتے ہیں اور جو ماجرا وہاں گزرا اسے عملی طور پر دہراتے ہیں- اور یہ حج وہاں اسلام سے پہلے کا رائج ہے اور کبھی اس میں وقفہ نہیں پڑا- اس دائمی شہادت کو یہ بائبل والے کہاں لے جائیں گے-

غلط فہمی تو دراصل پہلے بیٹے کے بارے میں ہونی چاہئے- وہ حضرت اسماعیلؑ کو بڑا بیٹا مانتے تو ہیں لیکن انہیں لونڈی کا بیٹا سمجھتے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ سے شادی کے بعد پیدا ہوا- ایک طرف آزادی ضمیر کے علمبردار اور غلامی کے بارے میں اسلامی تعلیم سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور دوسری طرف شادی کے باوجود حضرت ہاجرہ کے بیٹے کو حقوق وراثت سے محروم سمجھتے ہیں-

☆ اگر مقتول کے ورثاء کا قتل میں ملوث ہونے کا امکان موجود ہو تو کیا انہیں معافی کا حق دیا جا سکتا ہے ؟

☆ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے 'جس کی اولاد پہلے مرتی ہے وہ فرط ہوتی ہے- حضرت عائشہؓ نے فرمایا جس کی اولاد پہلے نہیں مرتی اس کا فرط کون ہوگا ؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کا فرط ہوں-

حضور انور نے فرمایا کہ 'فرط' کے معنوں میں یہ ہو سکتا ہے کہ گناہوں کی بخشش اور پاداش سے بچنے کا ذریعہ ہو لیکن شرط صبر کی ہے- اس طرح بچے کی وفات تو ایک سعادت بن جاتی ہے- اسی طرح فرط شافع کے معانی میں بھی ہو سکتا ہے-

☆ لڑکے اور لڑکی کو شادی سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنا تو منع نہیں لیکن سیرت کے متعلق کس حد تک تعارف ضروری ہے ؟

حضور نے فرمایا اگر ماں باپ اور خاندان کی موجودگی میں کھانے کی میز پر بات چیت کر لیں تو میرے نزدیک منع نہیں- ذہین آدمی جلد ہی ایک دوسرے کو سمجھ لیتے ہیں اور جو ذہین نہیں وہ کئی ملاقاتوں میں بھی نہ سمجھ پائیں گے-

☆ حضرت کرشن کی گیتا ان کے ۷۰۰ سال بعد لکھی گئی- اس میں توحید کا فلسفہ زیادہ اور مورتیوں وغیرہ کا کم ذکر ہے- تو کیا گیتا کے ماننے والوں کو اہل کتاب شمار کیا جا سکتا ہے ؟

حضور انور نے فرمایا اگر وہ اپنے آپ کو شرک سے باندھ لیں تو مؤحد کیسے ہو سکتے ہیں- یہود نے بھی شرک تو کیا لیکن وحدانیت کے تعلق کو قائم رکھا اور ایک خدا کے قائل ہیں اس لئے قرآن کریم نے ان کو اہل کتاب مان لیا ہے-

☆ انسان کو جو بھی نعمت خدا کی طرف سے دی جاتی ہے کیا اس کی آزمائش بھی ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے ؟

حضور انور نے فرمایا مختلف حالات میں مختلف جواب ہوگا- ہر نعمت کے ساتھ آزمائش نہیں ہوتی-

(ا-م-چ)

ایک فکر انگیز مقالہ

احراری امت کا شفاعت خاتم النبیینؐ سے ایک کھلا مذاق

(دوست محمد شاہد- مؤرخ احمدیت)

جدید مادی تحریکات کے تقابلی مطالعہ سے یہ حقیقت پوری طرح بےنقاب ہو جاتی ہے کہ احراریت کارل مارکس (۱۸۱۸ء - ۱۸۸۳ء) کا ایشیائی ایڈیشن ہے اور احراریوں کے مفکر اور "شہ دماغ" چوہدری افضل حق کے درج ذیل اعتراف سے حیرت انگیز رنگ میں اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں:

"لوگ بجاطور پر پوچھتے ہیں کہ احرار کو کیا ہو گیا کہ مذہب کی دل دل میں پھنس گئے۔ یہاں پھنس کر کون نکلا ہے جو یہ نکلیں گے؟ مگر یہ کون لوگ ہیں؟ وہی جن کا دل غریبوں کی مصیبتوں سے خون کے آنسو روتا ہے۔ وہ مذہب اسلام سے بھی بیزار ہیں اس لئے کہ اس کی ساری تاریخ شہنشاہیت اور جاگیرداری کی دردناک کہانی ہے۔ کسی کو کیا پڑی کہ وہ شہنشاہیت کے خس و خاشاک کے ڈھیر کی چھان بین کر کے اسلام کی سوئی کو ڈھونڈے تاکہ انسانیت کی چاک دامانی کا رفو کر سکے؟ اس کے پاس کارل مارکس کے سائنٹیفک سوشلزم کا ہتھیار موجود ہے۔ وہ اس کے ذریعہ سے امراء اور سرمایہ داروں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ اسے اسلام کی اتنی لمبی تاریخ میں سے چند سال کے اوراق کو ڈھونڈ کر اپنی زندگی کے پروگرام بنانے کی فرصت کہاں"۔

(تاریخ احرار صـ ۱۷۶، مولف امیر افضل حق- ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام پاکستان طبع ثانی مارچ ۱۹۶۸ء)

انہوں نے اپنی کتاب "تاریخ احرار" میں شہ لولاک حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو "کامریڈ" (یعنی سوشلسٹوں کے ملحدانہ نام) سے یاد کرنے میں بھی کوئی شرم محسوس نہیں کی- (صـ ۲۶۰)۔ افضل حق صاحب نے آل انڈیا احرار کانفرنس پشاور (منعقدہ اپریل ۱۹۳۹ء) کے دوران تسلیم کیا کہ سیاسی قوت حاصل کرنا ہمارا نصب العین ہے۔ نیز سوشلسٹ دنیا سے دلی تعلق اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ:

"سوشلسٹ کی مایوسیوں میں مجھے اس سے ہمدردی ہے۔ میں اسے یقین دلاتا ہوں کہ اخوت و مساوات کے علاوہ کسی اونچ نیچ کے اصول پر سوسائٹی کی تعمیر کرنے والا خدا اگر ڈھونڈے سے بھی مل جائے گا تو احرار کے ہاتھ سے پناہ نہ پائے گا"۔

(خطبات احرار جلد اول صـ ۲۷ مرتبہ شورش کاشمیری، ناشر مکتبہ احرار لاہور- بار اول مارچ ۱۹۴۴ء)۔

کارل مارکس کی کتاب کیپٹلزم کے مطابق دنیا بھر کے امن اور خوشی کا راز سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمہ میں ہے۔ یہی نعرہ مفکر احرار کا تھا۔ چنانچہ وہ "تاریخ احرار" کے اختتام پر لکھتے ہیں:

"اس وقت روس، جرمنی اور انگلستان سے ایک ہی آواز اٹھ رہی ہے کہ سرمایہ داری لعنت ہے، اس کو ختم ہونا چاہئے۔ احرار کا فرض ہے کہ جماعتی تبلیغ مضبوط کر کے اس آواز میں اور زور پیدا کریں۔ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھو سرمایہ داری حقیقی اسلام کو کھا گئی۔ سرمایہ داری ختم کرو گے تو اسلام زندہ ہو جائے گا۔ اسی کے خاتمہ پر ہندوستان امن کی بستی ہو سکے گا"۔ (تاریخ احرار صـ ۲۷۱)

آغا شورش کاشمیری (سابق جنرل سیکرٹری مجلس احرار) نے اپنی کتاب "سید عطاء اللہ شاہ بخاری" (مطبوعہ ستمبر ۱۹۵۶ء) میں جبکہ شاہ جی زندہ تھے یہ تسلیم کیا کہ یہودی کارل مارکس اور ان کے عمومی خدوخال یکساں ہیں۔ چہرہ کی یہ ظاہری مماثلت باطنی دہریت کی عکاسی نہیں کرتی تو ساری عمر پوری بےباکی سے اس خدائے عزوجل کا ذکر گستاخانہ انداز میں کیوں کرتے رہے جس کے دست قدرت سے نبیوں کے سرتاج محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی۔ اور جس کے مقدس پیغام کی اشاعت کے لئے آنحضورؐ زندگی کے آخری سانس تک مصروف جہاد رہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کا اسلوب خطابت ملاحظہ ہو:

(۱) "ہم خدا کو جانتے ہی نہیں محمدؐ کو جانتے ہیں"۔ (خطبات امیر شریعت صـ ۱۲۶- مرتبہ جانباز مرزا- ناشر مکتبہ تبصرہ لاہور)

(۲) "خدا کے معاملہ میں جو جی آئے کہو"۔ ("شاہ جی"، صـ ۱۱ مئولفہ نذیر مجیدی لائل پوری ناشر جدید بک ڈپو اردو بازار لاہور- ۱۹۶۵ء)۔

(۳) "اپنا یہ مسلک ہے کہ اللہ کو خوش کروں یا نہ کروں پر تم کو ناراض نہ کروں" (خطبات امیر شریعت صـ ۹)

جو شخص صرف عوام کی خوشنودی کا طالب ہے اور اسے خدا کی کوئی پروا نہیں اس کا مصطفٰی سے بھلا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ "شاہ جی" نے پاکستان کے ایک گاؤں میں معراج النبیؐ کا ذکر کرتے ہوئے اس کی تشریح میں یہ بازاری شعر بھی جھوم کر پڑھا ؎

تیرے لونگ دا پیا لشکارا تے ہالیاں نے ہل ڈک لئے

(فرمودات امیر شریعت صفحہ ۳۴، ۳۵ مرتبہ حکیم مختار احمد الحسنی- ناشر مکتبہ تعمیر حیات چوک رنگ محل لاہور)۔

اگر اس جلسہ میں بیٹھنے والوں میں ذرہ برابر بھی غیرت رسولؐ کا جذبہ ہوتا تو کچھ بعید نہیں کہ وہ خون کی ندیاں بہا دیتے اور سارا ملک سرتاپا احتجاج بن جاتا۔ عطاء اللہ بخاری مسلمان کا لبادہ اوڑھے ہوئے کس طرح مسلمانوں ہی کو اسلام سے بدظن کر کے اشتراکیت کی آغوش میں ڈالنے کی سازش کرتا رہا۔ اس کا اندازہ ان کی اس تقریر کے مندرجہ ذیل الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا:

"کیمونسٹوں سے ہماری جنگ کیسی۔ اسلام اور اشتراکیت کا جھگڑا کیسا۔ میں تو پوچھتا ہوں کہ اسلام ہے کہاں جس سے کیمونزم کی جنگ ہوگی"۔ (خطبات امیر شریعت صـ ۵۹)۔

ان حقائق کی روشنی میں احراری شریعت، احراری امت اور احرار کی تمام تحریکات کا پول کھل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متحدہ ہندوستان میں احراریوں نے مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے اور ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے "حکومت الٰہیہ" کا جو نعرہ بلند کیا اس کے متعلق شورش کاشمیری تک نے اقرار کیا کہ یہ "محض سیاسی فراڈ" تھا۔

(بوئے گل نالہ دل دود چراغ محفل، جلد اول صـ ۳۲۸- مولفہ شورش- مطبوعات چٹان- لاہور جولائی ۱۹۷۲ء)۔

احرار نے "حکومت الٰہیہ" کے لئے نہ صرف مسلمانوں سے بےدریغ چندہ وصول کیا بلکہ کانگریس سے ۴۶- ۱۹۴۵ء کے الیکشن کے دوران جو ہزاروں روپے لئے اس کا بھانڈا شورش نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۳۶ تا ۳۴۴ میں پھوڑ دیا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد احراری امت نے "تحفظ ختم نبوت" کے نام سے اپنا سیاسی کاروبار دوبارہ شروع کیا اور سادہ مزاج مسلمانوں کو لوٹنے سے پہلے تمام ریکارڈ مات کر دیئے۔ جماعت اسلامی کا ترجمان "چراغ راہ" کراچی، مارچ ۱۹۵۴ء صفحہ ۱۸، ۱۹ میں احرار کی ۱۹۵۳ء کی ایجی ٹیشن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یہ عناصر مسئلہ کے حل کے لئے عوام کو تربیت دے دے کر اور منظم کر کر کے کوئی منصوبہ بند دستوری جدوجہد کرنے کی صلاحیتوں سے خالی تھے اور ان کا طریقہ صرف اندھا جوش و خروش پھیلا دینا رہا ہے۔ چنانچہ ۵۱ء سے برابر آتشیں تقاریر کے ذریعے عوام کو جذباتی تحریک دلا رہے تھے۔ اس خطرے کو دیکھ کر ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ عوام کے جذبات کو دستوری جدوجہد کی رودگاہ میں سنبھالا جا سکے۔ لیکن ہماری اصلاحی کوششوں کے علی الرغم طوفان پھوٹ پڑا اور اس کی لہریں اس طرح امڈ پڑیں کہ خود اس طوفان کے بپا کرنے والوں کے قابو سے بھی باہر ہو گئیں۔ جوشیلی تقریروں میں جو جو کچھ پیش آتا ہے وہ سب یاں بھی پیش آیا۔ ایک تو یہ کہ جب عوام جذبات کی لہروں میں بہنے لگے تو ان کو سہارا دینے والا کوئی نہ تھا۔ وہ رہنمائی کے لئے ادھر ادھر دیکھتے لیکن رہنمائی کے لئے کوئی نظم سرے سے تھا ہی نہیں۔ تحریک کے مجاہدین جو ہار پہنے نعرے لگاتے جیل جانے کے لئے بےچین نظر آتے تھے وہ جیل پہنچنے کے فوراً ہی بعد گھبرا گھبرا کر دریافت کرنے لگتے کہ اب راہ نجات کیا ہے۔ اور پھر راہ نجات صرف معافی ناموں کے بل پر کھلتی نظر آتی تو جو کچھ کوئی لکھواتا لکھ کر پیش کر دیتے۔ ایک طرف گولیاں کھانے کے لئے شجاعت کا اظہار تھا تو دوسری طرف رخساروں سے ڈھلکتے ہوئے آنسو تھے اور لبوں سے اٹھنے والی آہیں تھیں۔ جلوسوں میں ناموس رسول کے پروانے جس شان سے آگے بڑھتے تھے اس کا سارا بھرم جیل کے اندر جا کر کھل جاتا جب ان کے سیرت و کردار کے گوشے بےنقاب ہونے لگتے۔ "ابتدائے عشق" کے مرحلوں میں دنیا کی دنیا ساتھ ہوتی لیکن جب فوجی عدالتوں کی طرف سے سینکڑوں افراد کو لمبی لمبی سزائے قید دے دی گئی تو آگے کے ان مشکل مقامات میں ان کا اور ان کے بیوی بچوں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ یہاں پہنچ کر نوبت یہ آ جاتی کہ جن "ہستیوں" کے لئے "زندہ باد" کے نعرے لگاتے لگاتے گلے سوکھ جاتے ان کے لئے موٹی موٹی گالیاں گونجتی سنائی دیتیں۔ تحریک، اسلام کے ایک بنیادی عقیدے کے تحفظ کے لئے اٹھائی گئی تھی مگر اس کے دوران میں آتش زنی اور لوٹ مار کا وہ ہنگامہ ابل پڑا کہ جس پر جتنا افسوس بھی کیا جائے کم ہے۔ شہر شہر میں بیش بہا رقمیں چندہ کے طور پر جمع کی گئی تھیں لیکن رسید پرچے اور حساب کتاب کا سلسلہ ہی سرے سے نہ تھا چنانچہ جس کے ہاتھ جو کچھ آیا غائب ہو گیا۔ آج نہ کوئی حساب مانگنے والا ہے نہ بتانے والا"۔

۱۹۵۳ء میں احراری امت نے غریب مسلمانوں سے جو لاکھوں روپے جمع کئے وہ کس طرح اس کے امیر مرکزیہ مولوی محمد علی جالندھری کی دست برد کی نذر ہوئے اس کا ذکر شورش کاشمیری سے سنئے۔ شورش صاحب نے اس احراری لیڈر کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:

"جس مقصد کے لئے یہ روپیہ جمع ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس مقصد پر صرف نہ ہو بلکہ اس کے برعکس ان کے مشاہرہ میں صرف ہو یا اس سے اراضی خرید لی جائے یا اس سے آڑھت کی جائے اور جس عظیم مقصد کا روپیہ ہے وہ عظیم مقصد روز بروز مجروح ہو رہے تو ہمارے کرم فرما ہی بتائیں کہ اصلاح احوال اور احتساب جماعت کا کون سا طریقہ ان کے نزدیک مستحسن و موزوں ہے۔ مقصد روپیہ جمع کرنا، تنخواہیں بانٹنا اور آڑھت چلانا ہے یا تحفظ ختم نبوت...... الخ"۔

(ہفت روزہ رسالہ چٹان لاہور اشاعت ۲۱ مارچ ۱۹۶۶ء، صفحہ ۷)

اسی طرح "مناظر اسلام حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب خطیب اعظم چشتیاں شریف" "ختم نبوت کے نام پر دو لاکھ روپیہ کی بندربانٹ" کے عنوان سے رقمطراز ہیں:

"مارچ ۱۹۵۳ء میں عظیم عالم اہل سنت حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد شاہ صاحب خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور کی صدارت میں ایک تحریک چلی۔ دیوبندی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری نے بھی تحریک میں شمولیت حاصل کر کے اسی تحریک کے نام پر ملک کے مختلف شہروں سے دو لاکھ روپیہ جمع کر لیا کہ یہ روپیہ رضاکاروں اور تحریک کے ضروری مصارف پر خرچ کیا جائے گا۔ حکومت پاکستان اس تحریک کے خلاف تھی اس لئے اس نے اس تحریک کے مشہور افراد حضرت مولانا ابوالحسنات مرحوم و صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب مدظلہ اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری و محمد علی کو گرفتار کر کے سکھر جیل بھیج دیا۔ مبینہ طور پر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری گرفتاری کے وقت دو لاکھ روپیہ اپنے بیٹے کے سپرد کر گئے کہ اس ثواب دارین کی پوری نگرانی کرنا تمہاری پشتوں کے لئے کافی ہو گا۔ مگر جب جیل میں محمد علی جالندھری کو پتہ چلا کہ اس روپیہ پر عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب وحدہ لاشریک قابض ہو رہا ہے تو جالندھری صاحب کا ہارٹ فیل ہونے لگا اور جالندھری

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 1NG

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

صاحب کہنے لگے کہ تحریک کو گرم کرنے کے لئے میرا جیل سے باہر جانا ضروری ہے بخاری صاحب بھی معاملہ سمجھ گئے کہ یہ جرات محض اس روپیہ سے پیٹ گرم کرنے کے لئے کی جارہی ہے۔ انہوں نے بہتیرا سمجھایا مگر جالندھری صاحب بالآخر (پیرول) ضمانت و معافی پر جیل سے نکل آئے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کو پیغام بھیجا کہ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لئے سکھر جیل سے باہر آچکا ہے۔ خبردار ہو جاؤ۔ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لئے سکھر جیل سے معافی لے کر آرہا ہے۔ بخاری کا بیٹا یہ جانکاہ خبر سن کر روپیہ لے کر مظفر گڑھ بھاگ گیا۔ ادھر جالندھری صاحب کو دست پر دست آئے جارہے تھے کہ تحریک ختم ہو گئی اور بخاری صاحب نے آئندہ خطرات سے بچنے کے لئے جالندھری کو برابر کا حصہ دے کر باہمی بندربانٹ کر کے یہ تمام روپیہ ہضم کر گئے۔ صدر مجلس عمل مولانا •ابوالحسنات نے باربار اس روپیہ کا حساب مانگا۔ چنانچہ جمعیۃ العلماء پاکستان کے داعی رسالہ "السواد الاعظم" لاہور، جو کہ مولانا ابوالحسنات کی سرپرستی میں چھپتا تھا کے ایڈیٹر مولانا معین الدین نے بذریعہ رسالہ ہذا بارہا اس دو لاکھ روپیہ کے حساب کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ اسی مطالبہ کو سواد اعظم مجریہ ۷ نومبر مطابق ۸ جمادی الآخر ۱۳۸۲ ہجری/ ۱۹۶۲ء میں دہرایا گیا۔ مگر دیوبندیوں کو ایسا سانپ سونگھ گیا کہ آج تک صدائے بازگشت نہ اٹھی اور بقول شورش کاشمیری زمینیں اور آڑھت کی دوکانیں بنا لی گئیں"۔

(دیوبندی مذہب ۔ ۵۶۵، ۵۶۶۔ مولفہ غلام مہر علی صاحب ناشر مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور)

قارئین یہ معلوم کر کے حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ احراری امت کی طرف سے اس سال کے آغاز میں رمضان المبارک کے دوران پاکستان کے روزنامہ جنگ، ۲۴ جنوری ۱۹۹۷ء صفحہ ۱۵ پر اشتہار دیا گیا ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کو زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ اور عطیات دیں کیونکہ "مجلس تحفظ ختم نبوت" سے تعاون "شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ" ہے۔ یہ اشتہار شفاعت نبوی کے پاک نظریہ سے بالکل اسی قسم کا کھلا مذاق ہے جس طرح شورش کاشمیری نے مسٹر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کو احمدیوں کے خلاف رسوائے عالم فیصلہ کرنے پر خراج عقیدت ادا کرتے ہوئے کہا تھا کہ "مسٹر بھٹو نے اپنے اس فیصلے اور اقدام سے پچھلی تمام حکومتوں کو شہ مات دے دی ہے۔ حضور سرور کائنات کے دربار میں ان کے لئے بڑا اجر ہے انہوں نے ختم نبوت کی پاسبانی کی ہے۔ ان کی عزت کا محافظ اللہ ہو گا"۔

(رسالہ چٹان لاہور ۱۰ تا ۱۶ ستمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۵)

یہودی کارل مارکس کی سوشلزم کے علمبرداروں کا اپنے تئیں شفاعت نبوی کا ٹھیکیدار بتانا شفیع الاولین و الآخرین حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر اخلاق سوز اور ناپاک حملہ اور ایک نئی شریعت اختراع کرنے کے مترادف ہے۔ ظلم و ستم کی حد یہ ہے کہ مسلمانوں کی گاڑھے پسینے کی کمائی سے دیا ہوا یہ چندہ عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں اور کمیونسٹوں کے خلاف نہیں۔ ان کے عشاق رسول عربی کی مجاہدانہ مساعی کے خلاف استعمال کیا جائے گا جو آج پوری شان و شوکت سے کفر کے ایوانوں میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پرچم لہرا رہے ہیں ۔

نسیم وادی بطحا ذرا بتا تو سہی
یہ کس مقام پہ آیا ہے "کاررواں رسول"
سنو سنو مرے دانشورو کہ پھونکوں سے
بجھا سکو گے نہ شمع آستان رسول
جو چشم وا ہو تو دیکھو وہ مہدیؑ برحق
جو سن سکو تو زباں اس کی ہمزبان رسول
نہ میرے دل کو کبھی تم نے چیر کر دیکھا
کہ ہر ایک قطرہ خوں ہے نثار آن رسول
تم اپنے بغض کی دوزخ کو اور بھڑکا لو
مرتے لئے مری جنت ہے آستان رسول

(عبدالمنان ناہید)

شفیع الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ "شفاعتی لمن شھد ان لا الہ الا اللہ مخلصا وان محمداً رسول اللہ یصدق لسانہ قلبہ و قلبہ لسانہ"۔ (رواہ احمد وابن حبان فی صحیفہ، بحوالہ الترغیب و الترھیب، مرتبہ عبدالعظیم المنذری متوفی ۶۵۶ھ)۔

یعنی میری شفاعت اس شخص کے لئے ہوگی جو اخلاص سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیتا ہے اور اس کا دل اس کی زبان کی اور اس کی زبان اس کے دل کی تصدیق کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال عاشق اور مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے۔ اور "لکن رسول اللہ و خاتم النبیین" پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہو گا"۔

(کرامات صادقین)

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کی یاد میں لندن میں دو تقاریب

(رشید احمد چوہدری)

کچھ عرصہ پہلے امپیریل کالج آف سائنس میں پروفیسر عبدالسلام کی زندگی اور کارناموں پر ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک تقریب کا اہتمام پاکستانی سائنسدانوں نے کیا جس میں دنیا کے مشہور سائنسدان اکٹھے ہوئے۔ مقررین نے مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ وہ ایک عظیم سائنسدان تھے۔ خاص طور پر انہوں نے تیسری دنیا میں سائنسی علوم کو ترویج دینے کے لئے عدیم المثال کام کیا۔

مقررین میں زیادہ تر پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے رفیق کار اور طالبعلم تھے۔

امپیریل کالج کے پروفیسر Kibble جو ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے رفیق کار تھے اور آجکل تھیوریٹیکل فزکس کے ہیڈ ہیں نے اپنی تقریر میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی سائنس کے میدان میں کامیابیوں کی تفصیل بیان کی۔

سیمینار میں مختلف یونیورسٹیوں میں تدریس پانے والے طلباء بھی موجود تھے۔ یونیورسٹی آف تسمانیہ کے پروفیسر R. Delbourgo نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام طبیعات کے میدان میں تحقیق کرنے والے عظیم سائنسدان تھے۔ انہوں نے کہا کہ تیسری دنیا کے مختلف سائنسی پراجکٹ ڈاکٹر عبدالسلام کے ہی مرہون منت ہیں۔ ان کی زندگی دوسرے سائنسدانوں کے لئے ایک عملی نمونہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی ریسرچ سے سائنس کے میدان میں سوچنے کا انداز ہی بدل دیا ہے۔ ان کے لیکچر نہایت عالمانہ مگر آسان فہم ہوتے تھے۔ اتنے بڑے مرتبہ پر پہنچنے کے باوجود بحیثیت انسان وہ انتہائی شریف، ملنسار اور عاجزانہ خصلتیں رکھتے تھے۔

ڈاکٹر فہیم حسن نے اپنا مقالہ 'پروفیسر عبدالسلام اور پاکستان میں سائنسی اور تیکنیکی علوم' پر پڑھا جس میں انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کی کامیابیوں کا ذکر کیا اور کہا کہ بد قسمتی سے پاکستان کے راہنماؤں نے ڈاکٹر عبدالسلام کے مشوروں کو زیادہ اہمیت نہ دی۔

انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے بٹوارہ کے وقت پاکستان میں اعلیٰ سائنسی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ اس کے بالمقابل ہندوستان میں مدراس اور مغربی بنگال میں اعلیٰ پیمانہ کے سائنسی انسٹیٹیوٹ قائم تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان میں سائنسی علوم نیز سائنس میں ریسرچ کو ترویج دینے کی کوشش کی۔ ان کی خواہش تھی کہ سائنس کے معیار کو بین الاقوامی سطح پر لایا جائے۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۴ء تک صدر پاکستان کے سائنسی مشیر رہے۔ یہ وہ دور ہے جب پاکستان نے سائنسی اور اقتصادیات کے میدان میں خوب ترقی کی۔

اجلاس میں بتایا گیا کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب Pakistan Space and upper Atmosphere Committe کے بانی صدر تھے۔ اس کے علاوہ وہ ملک کی کئی سائنسی تنظیموں کے بانی تھے۔ ان کی بہترین کارکردگی پر انہیں ستارہ پاکستان بھی دیا گیا۔

ڈاکٹر فہیم حسن نے کہا کہ اس وقت کے پاکستان کے سیاسی راہنما ڈاکٹر عبدالسلام کو نظر انداز کرتے رہے کیونکہ ان کے نزدیک سائنسی میدان میں ترقی ثانوی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کے باوجود ڈاکٹر عبدالسلام نے ہمت نہ ہاری اور مختلف مواقع پر سائنسدانوں کو ملک میں سائنسی ترقی کی طرف آمادہ کرتے رہے۔ ڈاکٹر فہیم حسن نے بتایا کہ ملک کے حکمرانوں کے اس سلوک کی وجہ سے وہ افسردہ ضرور تھے مگر ناامید ہرگز نہ تھے۔

ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کی یاد میں دوسری تقریب جمعہ ۲۱ فروری ۹۷ء کو پاکستان ہائی کمیشن میں منعقد ہوئی جس کا اہتمام برٹش ایسوسی ایشن فار پاکستان سٹڈیز اور پاکستان سوسائٹی نے کیا تھا۔ اس میں ممتاز سائنسدانوں نے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے سائنس کی ترقی کے لئے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ انہوں نے تیسری دنیا کے ممالک میں سائنسی تعلیم کو اس انداز سے بڑھایا کہ آج پوری دنیا اس سے مستفید ہو رہی ہے۔

مقررین میں امپیریل کالج کے پروفیسر ٹام کبل، پروفیسر کرس ایشام، برمنگھم یونیورسٹی کے پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر سعید درانی، پاکستان سوسائٹی اور برٹش ایسوسی ایشن فار پاکستان سٹڈیز کے صدر سر اولیور فوسٹر شامل تھے اس کے علاوہ متعدد اہم شخصیات اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اصحاب بھی شامل تھے۔

مقررین نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب محب وطن تھے اور انہوں نے مرتے دم تک پاکستانی شہریت رکھی اور پاکستان میں ہی دفن کئے جانے کی وصیت کر رکھی تھی۔ انہوں نے حاضرین کو بتایا کہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب Third World Academy of Sciences کے بانی تھے اور اٹلی میں قائم International Centre for Theoratical Physics کے بانی ڈائریکٹر تھے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

خطبہ جمعہ

اس سال یہ فیصلہ کریں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ برائیوں کے شہر کو چھوڑ کر نیکیوں کے شہر کی طرف حرکت شروع کر دیں گے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۷ فروری ۱۹۹۷ء مطابق ۷ تبلیغ ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

إِنْ تَكْفُرُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ إِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑧ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْا إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحٰبِ النَّارِ ⑨
أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا يَّحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ⑩ (سورہ الزمر: ۸ تا ۱۰)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جمعہ کا دن ہے جس دن تمام دنیا میں اس کثرت سے نمازی مساجد میں اکٹھے ہوتے ہیں کہ تمام سال کسی اور موقع پر ایسا مساجد کا اجتماع دکھائی نہیں دیتا۔ یہ زیادہ سے زیادہ وہ تعداد ہے جن کو نماز پڑھنے کی توفیق تو ہے مگر دوران سال یہ اس توفیق سے فائدہ نہیں اٹھاتے رہے۔ کچھ وہ ہیں جو ہمیشہ آنے والے ہیں اور ان کا مسجد سے تعلق ایک دائمی تعلق ہے جو کبھی کٹ نہیں سکتا۔ رمضان آئے یا رمضان گزر جائے قطع نظر اس سے وہ اپنے رب سے تعلق رکھتے ہیں جو ہمیشہ رہتا ہے اور اس بناء پر ان کا مساجد سے تعلق ایک دائمی تعلق ہے کسی موسم کا محتاج نہیں۔ لیکن جو آج آئے ہیں وہ بھی خدا ہی کی خاطر آئے ہیں اور کئی امنگیں لے کر آئے ہیں۔ کئی ان میں سے یہ سوچ کر آئے ہیں کہ شاید یہ ایک ہی جمعہ ہمارے گزشتہ سال کے خلاؤں کو بھر دے۔

آج خصوصیت سے ایسے دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے میں نے ان آیات کریمہ کا انتخاب کیا ہے جن کا میں نے ترجمہ ابھی پڑھنا ہے، خاص طور پر میں ان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ بعض دفعہ ایک جمعہ بھی گزشتہ ایک سال ہی کے نہیں گزشتہ تمام عمر کے خلاؤں کو بھر سکتا ہے، ایک لمحہ بھی ایسا کر سکتا ہے، وہ رات بھی جسے لیلۃ القدر کہتے ہیں یہی تو کام کرتی ہے کہ ساری زندگی کے خلاؤں کو بھر دیتی ہے۔ مگر اس کی کچھ شرطیں ہیں اور ان شرطوں میں سے سب سے اہم بنیادی شرط اس سورہ لیلۃ القدر کے آخر پر بیان ہوئی ہے کہ "ھی حتی مطلع الفجر"۔ مطلع الفجر اس کے بعد ضروری ہے۔ وہ رات پھر قائم نہیں رہا کرتی۔ اور جو فجر ہے وہ اتنی لمبی ہے کہ ساری زندگی کے لمحوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔ پس یہ امیدیں بے سود نہیں، فرضی نہیں، گمان کی نہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ایک جمعہ بلکہ چند لحات بھی انسانی زندگی کے تمام خلاؤں کو بھر سکتے ہیں لیکن ان شرطوں کو پورا کرنا چاہئے جو قرآن کریم نے کھول کھول کر بیان فرمائیں اور محض بخشش پر نظر نہیں بلکہ توبہ کے تقاضوں کو بھی پورا کرنا چاہئے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ وہ جو آج کے مہمان ہیں محض آج ہی کے مہمان نہیں رہیں گے بلکہ ہمیشہ کے لئے مساجد سے اپنا تعلق جوڑ لیں گے۔ اور جب مساجد سے ان کا تعلق جڑے گا تو لازماً خدمت دین کے مختلف مواقع بھی ان کو میسر آئیں گے اور زندگی پہلے سے بہت بہتر ہو جائے گی۔ پس صاف، سادہ، ستھرے لفظوں میں قرآن کریم کی ان آیات کے حوالے سے میں ان کو کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ "ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم و لا یرضیٰ لعبادہ الکفر"۔ کہ یاد رکھو اگر تم ناشکری کرو یا خدا کا انکار کردو دونوں صورتوں میں اللہ تو غنی ہے وہ تمہارا محتاج نہیں۔ تم اگر تمام تر بھی خدا سے پیٹھ پھیر کے چلے جاؤ تو وہ جو عالمین کا رب ہے اسے ایک دور کے چند آدمیوں کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کی لا پرواہی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تمہاری بھلائی میں اسے کوئی دلچسپی نہیں۔ فرمایا "و لا یرضیٰ لعبادہ الکفر"۔ تمہیں اجازت تو دے رکھی ہے کہ چاہو تو کفر اختیار کر جاؤ کیونکہ یہ جو انسانی زندگی کا ماحصل ہے وہ اس اختیار سے وابستہ ہے چاہو تو یہ کرو چاہے تو وہ کرو۔ پس خدا تعالیٰ زبردستی تو تمہیں کسی نیکی پر قائم نہیں فرمائے گا اور اگر تم چلے جاؤ تو اس کو پرواہ بھی کوئی نہیں، اس کا کوئی نقصان نہیں مگر چاہتا یہ ہے کہ تم کفر سے بچ جاؤ۔ "و لا یرضیٰ لعبادہ الکفر" اپنے بندوں کے کفر پر خدا راضی نہیں ہوتا۔ اسے پسند نہیں آتا کہ اس کے بندے ہو اور شیطان کے بندے بن جائیں "و ان تشکروا یرضہ لکم" اور اگر تم شکر کرو تو وہ تم سے بہت راضی ہوگا اور یاد رکھنا "و لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ"۔ خدا تعالیٰ سے جو رضا تم نے چاہنی ہے اس میں تمہارے کوئی شتے، کوئی تعلق کام نہیں آئیں گے۔ کسی کی اولاد ہو یہ نہیں دیکھا جائے گا۔ کن بڑے لوگوں سے تمہارا تعلق ہے یہ بات خدا تعالیٰ کے حضور قابل پذیرائی ہی نہیں ہے۔ کوئی اس کا تعلق تمہاری بخشش سے نہیں۔ "لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ"۔ یہ ایک ایسا دائمی قانون ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی اور کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ پس یاد رکھو اگر تم نے خدا کو راضی کرنا ہے تو لازماً تمہیں خود اس رضا کے حصول کے لئے کچھ کرنا ہوگا۔ "ثم الیٰ ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون" اور یاد رکھو تم میں سے ہر ایک نے اپنے رب کے حضور واپس لوٹ کر جانا ہے اس لئے یہ گمان کہ دنیا میں ہم غفلت کی حالت میں وقت گزار بھی دیں تو کیا فرق پڑتا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اچھی طرح ہوش سے اس بات کو سن لو کہ تم نے لازماً خدا کے حضور جانا ہے اور اس قانون کے ساتھ جاؤ گے کہ "لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ" کہ تمہارا نہ عزیز، نہ رشتے دار، نہ دوست، نہ کوئی بزرگ، نہ اولاد، کوئی تمہارے کام نہیں آئیں گے۔ تمہیں خود اپنا حساب دینا ہوگا، اپنے معاملات کو خدا تعالیٰ کے حضور رکھنا ہوگا اور اس میں تم پوچھے جاؤ گے۔ "ثم الیٰ ربکم مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون" اس وقت وہ تمہیں بتائے گا کہ تمہارے اعمال کیا حقیقت کی تھی، تم زندگی میں کیا کرتے رہے۔ اور جن باتوں کو تم اچھا سمجھتے تھے ان کی اصل حیثیت کیا تھی۔ اچھی تھی یا بری تھی یہ سارے مسئلے قیامت کے دن حل ہوں گے۔

فرمایا "انہ علیم بذات الصدور" یاد رکھنا تمہارے سینوں کی گہرائیوں تک خدا واقف ہے۔ یہ گمان دل سے نکال لو کہ کوئی کام اس سے چھپ کے بھی کر سکتے ہو۔ کوئی ایسی زندگی بھی گزار سکتے ہو جس کا خدا کو علم نہیں اس لئے قیامت کے دن تم پرسش سے بچ جاؤ گے۔ فرمایا وہ سینوں کے اندر چھپے ہوئے رازوں سے بھی واقف ہے۔ "ذات الصدور" کا مطلب ہے جو کچھ بھی سینوں میں ہے، سینے والی باتیں مراد ہے۔ "و اذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیباً الیہ" یہ ایک دائمی انسانی فطرت کا بیان ہے کہ وہ کیسے خدا تعالیٰ سے معاملہ کرتا ہے۔ وہ لوگ جو عام طور پر خدا کو بھول جاتے ہیں وہ لوگ جن کی زندگی میں خدا کا کوئی عمل دخل نہیں رہتا خدا ان کی یادوں سے بھی باہر نکلا رہتا ہے۔ دنیا کے کاموں میں مصروف، دنیا کی عزتوں کا پیچھا کرتے ہوئے، دنیا کے اموال کی پیروی کرتے ہوئے، ان کی ساری زندگی

ضائع چلی جاتی ہے۔ ہاں جب تکلیف پہنچتی ہے "اذا مس الانسان ضر" جب بھی کوئی تکلیف انسان کو چھو جائے "دعا ربه منيبا اليه" وہ اللہ کی طرف جھکتا ہوا اس کے حضور گریہ و زاری کرتا ہے یا اس کے حضور دعائیں کرتا ہے۔ "دعا ربه" میں گریہ و زاری کا مضمون ظاہراً تو نہیں مگر شامل ہے۔ جب تکلیف ہو تو انسان گریہ و زاری ہی کے ساتھ دعا کیا کرتا ہے۔ "ثم اذا خوله نعمة" پھر جب اللہ تعالیٰ اسے کوئی نعمت عطا فرما دیتا ہے "نسی ما كان يدعوا" بھول جاتا ہے کہ وہ کیا دعائیں کیا کرتا تھا یا کون سی دعائیں اس نے کی تھیں جن کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ایک مصیبت کو ایک رحمت میں تبدیل فرما دیا۔ "وجعل لله اندادا ليضل عن سبيله" اور وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرانے لگتا ہے اور اس حد تک ٹھہرانے لگتا ہے کہ دوسروں کو بھی اس راہ سے گمراہ کر دے "قل تمتع بكفرك قليلا انك من اصحاب النار" تو کچھ دیر بےشک ان باتوں میں جو زندگی کے مزے لوٹ سکتا ہے لوٹ لے لیکن یاد رکھ کہ آخر آگ کا عذاب تیرے مقدر میں ہے تو اس سے بچ نہیں سکتا۔

اب یہ روزمرہ کی باتیں ہیں لیکن روزمرہ ہی انسان ان باتوں کو بھلائے رکھتا ہے۔ اکثر جو مزے سے بےتعلق رہنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کی زندگی بسااوقات اپنے ہی معاملات کی جستجو میں کھوئی جاتی ہے، بالکل مگن ہو جاتی ہے۔ بیوی بچے ہیں، رہن سہن ہے، مکان، جائیدادیں، نوکریاں، دنیا کے کام اور پھر جو کچھ حاصل ہوتا ہے اسے اپنے عیش و عشرت اور لطف کے حصول کے لئے انسان بےانتہاء خرچ کرتا ہے۔ جب جتنی توفیق ہو خرچ کرتا چلا جاتا ہے اور دنیا کی زندگی کا جو لطف ہے وہ اسے شراب کی طرح مدہوش رکھتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب کچھ مل گیا تو میری زندگی کامیاب ہے اس لئے وہ ضرورت محسوس نہیں کرتا اس خدا کی طرف جھکنے کے لئے جو رب ہے جس کی ربوبیت کے نتیجے ہی میں اسے یہ سارے فیض ملتے ہیں۔ ہاں جب کوئی تکلیف پہنچے، کوئی حادثہ ہو جائے، کوئی بیماری آ جائے یا بعض دفعہ بعضوں کے کاروبار اچانک تباہ ہونے لگتے ہیں، اور بڑی مشکلات درپیش ہوتی ہیں، چٹیاں پڑ جاتی ہیں یا ویسے دنیا کے مصائب کی چکی میں انسان پیسا جاتا ہے، مظالم کا شکار ہو جاتا ہے یہ سارے وہ ہیں جن کو "ضر" کے لفظ کے تابع بیان فرمایا گیا اس وقت انسان خدا کی طرف جاتا ہے خواہ کیسا ہی دہریہ کیوں نہ ہو کیسا ہی بےتعلق کیوں نہ ہو۔ دراصل یہ مضمون ہے "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" والا۔ جب انسان غرق ہونے لگے تو جانتا ہوا بھی کہ تنکا مجھے کچھ فائدہ نہیں دے گا تنکا بھی نظر آئے تو اس پہ ہاتھ مار دے گا۔ تو اگرچہ ان کا خدا سے تعلق ایک سرسری سا تعلق ہوا کرتا ہے ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر، اس کی قدرتوں پر ایمان ایک کھوکھلا سا ایمان ہے مگر جب کچھ بھی دکھائی نہ دے تو پھر انسان اس ایمان پر ہاتھ مارتا ہے جسے وہ بےحقیقت اور کھوکھلا سمجھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسی حالت میں اس کی بےقراری کے پیش نظر ہم بن بھی لیتے ہیں اور اس کی مصیبتیں دور فرما دیتے ہیں اور ان مصیبتوں کی جگہ اس کے لئے راحت اور آرام کے سامان کرتے ہیں۔ جب یہ کچھ ہو جائے تو پھر وہ شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔ یہ مضمون کیوں پیدا ہوتا ہے۔ جب اس نے دعا کی اور دعا قبول ہو گئی تو پھر کیوں خدا کے سوا کسی اور طرف جھکتا ہے۔ اس کا جواب دراصل اس آیت کے پہلے حصے میں دیا جا چکا ہے۔ اس کو محض مجبوری ہے اور سخت انتہاء کی بےاختیاری ہے جو خدا کی طرف جانے پر مجبور کرتی ہے۔ اگر خدا پر اعتقاد ہوتا، یقین ہوتا، ایمان ہوتا تو اس کی ساری زندگی اللہ سے تعلق میں کٹتی۔ اللہ تعالیٰ سے پیار اور محبت کے سلسلے ہمیشہ استوار رہتے۔ پس وہ عارضی طور پر جب گیا ہے تو دراصل ایمان نہیں ہے ویسی ہی بات ہے جیسا کہ میں نے کہا تھا "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا"۔ وہ ہاتھ مارتا ہے اور جب تنکا، اسے جسے وہ تنکا سمجھ رہا ہے، بچا لیتا ہے تو یقین کرتا ہے کہ تنکا تو بچا سکتا ہی نہیں یہ میری ہی کوئی چالاکی ہے جو میرے کام آئی ہے۔ بدلتے ہوئے حالات کی توجیہات اور کرنے لگتا ہے۔ وہ کہتا ہے دیکھو اس مصیبت میں میں پھنسا تھا پھر فلاں دوست کام آ گیا، میرے فلاں تعلقات کام آ گئے۔ مجھے ایسی ترکیب سوجھی کہ میری ڈوبتی بزنس اچانک ابھری اور بہت کامیاب تجارب میں تبدیل ہو گئی۔ تمام COMPLEMENTS، تمام وہ جو قابل تعریف باتیں ہیں وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتا چلا جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے یہ اعلان کرتا ہے کہ دیکھو ہوشیار اور چالاک آدمی دیکھو کس کس مصیبت سے بچ کے نکل آتا ہے اس سے وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ اور دراصل دہریہ وہ پہلے بھی تھا اب بھی ہے کیونکہ وہ خدا جس کی قدرتوں پر یقین ہو اس کے ساتھ انسان بےتعلق نہیں رہ سکتا، یہ آپ کے لئے سمجھنا ضروری ہے۔

بہت ہی اہم گہرے نفسیاتی نکات ہیں جو ان آیات نے پیش کئے۔ مراد یہ ہے کہ **تم اگر روزمرہ کی زندگی میں اللہ سے بےتعلق رہتے ہو تو یہ تمہارا وہم ہے کہ تم خدا کے قائل ہو۔** دنیا میں جہاں بھی تمہارے مطالب حل ہوتے ہوں تو وہاں پہنچتے ہو اور ان چوکھٹوں کے حضور سر جھکاتے ہو جو دنیا کی چوکھٹیں ہیں، بڑے بڑے سیاست دانوں کے ساتھ دوستی پر ہی فخر ہو رہا ہے اور یہ تعلق اتنا بڑھا لیا جاتا ہے کہ ان کی وجہ سے لوگ اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ مگر قربان کیوں کرتے ہیں؟ اپنی انا کی خاطر کہ یہ ہمارا تعلق والا ہے اور اس کی وجہ سے ہماری بڑائی ہے۔ پس اس کو نقصان پہنچے تو ہمیں بھی نقصان پہنچتا ہے لیکن بےحقیقت باتیں ہیں۔ پاکستان کے الیکشن میں پچھلے دنوں میں بعض لوگوں نے خودکشیاں کر لیں، بعضوں نے خود سوزی کر لی، آگ میں جل گئے کہ فلاں جو ہمارا محبوب تھا وہ کیوں نہ آیا اور وہ دوسرا کیوں طاقت میں آ گیا، تو یہ دنیا کی زندگی کی لغتیں ہیں اس کے سوا ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

پس اگر انسان جن کو بڑا سمجھتا ہو ان کے ساتھ یہاں تک سلوک کرتا ہے اگر واقعتاً خدا پر یقین ہو اور خدا کو حقیقتاً بڑا سمجھتا ہو تو کیسے ممکن ہے کہ خدا کی بڑائی سے تو مونہہ موڑے رکھے اور خدا کی طرف ہمیشہ روزانہ جب بھی نماز کا وقت آئے پیٹھ پھیر کر دنیا کی طرف چلا جائے اور پھر بھی اس کا خدا پر یقین قائم اور خدا کو بڑا سمجھ رہا ہے۔ پس یہ جھوٹ ہے، یہ جھوٹ کی زندگی ہے اس کی طرف متوجہ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ امر واقعہ یہ ہے کہ جانا پھر وہیں ہے جس خدا نے ہمیں پیدا کیا، جہاں سے ہم آئے تھے اور جو نعمتیں ہمیں عطا ہوئیں اسی خدا نے عطا فرمائیں جو رب العالمین ہے اور ان نعمتوں کے حصول کے باوجود ناشکری کی زندگی تو بہت ہی ناپسندیدہ زندگی ہے۔

ایک طرف دنیا کا انسان جو تمہیں کچھ دے سکتا ہے بسا اوقات نہیں بھی دیتا تو اس کی چوکھٹ پر سر پٹکتے چلے جاتے ہو۔ کتنے سیاستدان ہیں جنہوں نے دنیا کو، واقعتاً اپنے پیچھے چلنے والوں کو کچھ عطا کیا ہے، صرف ایک فخر ہی کا احساس ہے۔ یہ یقین ہے کہ ہم بڑے ہیں کیونکہ ہمارا دوست بڑا ہے، ہم اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں مگر دیتے کب ہیں کچھ۔ اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے جس نے تمہاری زندگی کے سارے سامان پیدا فرمائے اس کا شکر کا تصور تک تمہارے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی عبادت کو یہ سمجھتے ہو کہ اتنا بوجھ ہے کہ مصیبت پڑ گئی ہے اس لئے سال کا ایک جمعہ بھی اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ چلو سارا سال نہ سہی اس ایک جمعہ سے ہی خدا تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔ نہ کوئی خرچ کرنا پڑا نہ کوئی مصیبت اٹھانی پڑی، مفت کا یار کمایا گیا اور کیا چاہئے۔

اور دراصل بہت سے علماء بدقسمتی کے ساتھ لوگوں کو اس طرف، ان غلط راہوں کی طرف لے جاتے ہیں یہ تصور پیش کرتے ہیں کہ خدا تو بڑا رحیم و کریم ہے کیا مصیبت پڑی ہے اس کی راہ میں محنتیں کرنے کی۔ جمعۃ الوداع میں اگر تم چلے جاؤ اور جمعہ کے بعد عصر تک دعائیں کرو تو تمہاری سارے سال کی خطائیں ہی نہیں ساری زندگی کی خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ پس جمعۃ الوداع کی برکتیں، اس کی عظمتیں بیان کر کر کے وہ بےوقوفوں کی عقلیں مار دیتے ہیں، جو کچھ تھوڑی سی عقل ہے اس کا بھی ستیا ناس کر دیتے ہیں اور قرآن کریم کے اس مضمون سے بالکل منافی تعلیم دے رہے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ یاد رکھو عارضی طور پر اگر تم میرے پاس آؤ گے میں سن بھی لوں گا تو یاد رکھنا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔ میرے پاس آ کر اگر میرے ساتھ تعلق پیدا ہو جائے تو پھر تم دائمی میرے ہو کر رہو گے۔ لیکن آئے اور چلے گئے، یہ قطعی اس بات کی دلیل ہے کہ تم اپنے وقتی فائدے کی خاطر آئے تھے، تمہارا میری ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے متعلق فرمایا "ينبئكم بما كنتم تعملون" اللہ تعالیٰ تمہیں بتائے گا پھر کہ تمہارے اعمال کیا تھے۔ اور آخر دوسری آیت میں یہ نتیجہ نکالا ہے اے ایسے انسان "انك من اصحاب النار" تو آگ کا ایندھن ہے، اس کے سوا تیرا کوئی مقدر نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تو یہ نقشہ کھینچ کر آگ کا انجام دکھا رہا ہو اور مولوی کہہ رہے ہوں کہ کوئی فکر کی بات نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کر لو پھر جو چاہے کرتے پھرو سب کچھ اجازت ہے، اور وہ گناہ جو خدا نہیں بخش سکتا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ

SATELLITE WAREHOUSE CNN
Muslim TV AHMADIYYA
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
Z ZEE TV

وسلم بخشوا لیں گے۔ یہ تصور جس قوم کو دے دیا جائے اس کا دین بھی گیا اس کی دنیا بھی گئی، کچھ بھی اس کا باقی نہیں رہتا۔

پس بحیثیت احمدی آپ بیدار ہوں۔ اگر آپ نمازیں نہیں پڑھتے رہے تو یہ جمعہ خدا کرے آپ کے کام آ جائے۔ مگر آئے گا اس طرح کہ اس جمعہ کے بعد آپ کی کیفیت بدل جائے پھر آپ ہمیشہ خدا ہی کے ہو جائیں یا ہونا شروع ہو جائیں۔ خدا کا ہو جانا تو ایک بہت بڑا کام ہے، بہت ہی بڑا دعویٰ ہے لیکن ہونا شروع ہو جانا تو کوئی مشکل کام نہیں۔ ایک سمت میں آپ کچھ قدم اٹھائیں، تھوڑا بہت اس کی طرف جانا شروع کریں تو باقی کام پھر اللہ خود سنبھال لیتا ہے۔ پس میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں سفر جو ہے وہ مشکل کام نہیں ہے۔ آج کے جمعہ کی برکت سے آج اپنے لئے دعائیں کریں، ایک اپنے لئے لائحہ عمل تجویز کریں اور اس فکر کے ساتھ آج جمعہ سے فارغ ہوں کہ ہم اس جمعہ کی برکتوں کو باقی سال میں اپنے پاس سنبھالنے کے لئے کیا کریں گے۔

دیکھو اگر پیاس ہو، اگر فصلیں سوکھ رہی ہوں اور پھر پانی برسے تو کون بےوقوف ہے جو اس پانی کو سنبھالنے کا انتظام نہیں کرتا۔ اگر کسی کے پاس برتن ہیں تو وہ برتن بھرے گا۔ اگر کسی نے فصل کے لئے تیاری کرنی ہے تو وہ گڑھے جن میں پانی اکٹھے کئے جاتے ہیں ان کے وہ کنارے درست کرے گا اور جہاں تک ممکن ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ اس پانی کو ایسا سنبھال لوں کہ دیر تک میرے کام آتا رہے، کچھ تو کرتا ہے انسان۔ تو آپ بھی سوچیں کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔ آج کا جمعہ آئے گا آپ اسے وداع کرکے واپس بعینہ انہی جگہوں پہ چلے جائیں گے جہاں سے آئے تھے!؟ یا آج ہی فیصلہ کریں گے کہ ہم نے کچھ تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ سادہ لفظوں میں جو تبدیلیاں پیدا ہونی چاہئیں جن کی ضرورت ہے وہ میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔

سب سے اہم چیز عبادت ہے کیونکہ قرآن کریم نے اپنے تعلق کو عبادت ہی کے حوالے سے بیان فرمایا ہے مگر پہلے میں باقی تیسری آیت کا ترجمہ کرلوں پھر میں اس مضمون پر واپس آؤں گا "امن هو قانت انآء اليل ساجداً و قائماً يحذر الآخرة و يرجوا رحمة ربه قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولوا الالباب"۔ فرمایا کیا وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے ہاں بڑی فرمانبرداری کے ساتھ "قانتاً" معنے فرمانبرداری کے ساتھ، اس کے حضور جھکتے ہوئے رات کی کچھ گھڑیوں میں سجدے کرتا ہے اور کھڑا رہتا ہے "يحذر الآخرة" اور آخرت سے ڈرتا رہتا ہے "و يرجوا رحمة ربه" اور اللہ کی رحمت کی امیدیں لگاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت سے نیک توقعات رکھتا ہے کہ ہمیں بھی یہ نصیب ہو جائے۔ فرمایا "قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون" کیا جاننے والے نہ جاننے والوں کے برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا عالم لوگ بےعلم لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں یا بےعلم لوگ عالم لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں؟ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ علم کے اندر جو فضیلت اور برکت ہے وہی تو ہے جس نے دنیا کو مختلف حصوں میں بانٹ رکھا ہے۔ جو دنیاوی علم میں ترقی کرنے والی قومیں ہیں دیکھو وہ کس اعلیٰ حال تک جا پہنچی ہیں۔ دولتیں بھی ان کی ہیں، سیاستیں بھی ان کی ہیں، تہذیبیں بھی انہی کی ہو گئیں، وہی ہیں جو غریب ملکوں کو جو لاعلم ہیں دراصل، علم کی کمی کی وجہ سے غریب ہیں ان کو اپنے زیر نگیں کئے ہوئے ہیں۔ ان کی باگیں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ جب بھی کوئی بڑا مسئلہ پیدا ہو جائے تو باہر سے لوگ جاتے ہیں اور باہر سے جاکر فیصلے کرتے ہیں کہ ملک کا کیا حال ہے۔

ابھی آپ نے پاکستان کے الیکشنز میں یہ بات سنی ہوگی کہ آسٹریلیا کے نمائندوں نے فیصلہ کیا ہے کہ الیکشن دیانتدارانہ ہوئے ہیں یا دنیا کے ترقی یافتہ قوموں کے نمائندوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ الیکشن دیانتدارانہ ہوئے۔ کبھی آسٹریلیا نے بھی پاکستانیوں کو بلایا ہے یا امریکہ نے دعوت دی ہے کبھی کہ خدا کے لئے آؤ اور دیکھو کہ ہمارے الیکشنز دیانتدارانہ ہیں کہ نہیں ہیں۔ اتنی ذلت ہے قوم کی کہ اس سے زیادہ آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ باہر کی قومیں ٹھیکیدار بن کے آ جاتی ہیں اور آ کے فیصلے دیتی پھرتی ہیں اور فیصلے بھی ایسے حال میں دیتی ہیں جب ان کو پتہ ہی کچھ نہیں لگ سکتا۔ ان کے اندر طاقت ہی نہیں۔ وہ، خدا تعالیٰ جس طرح فرماتا ہے کہ وہ ذات الصدور جانتا ہے وہ تو چہرے بھی پہچاننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان کو کیا پتہ کہ اتنے بڑے ہنگاموں میں کیا کیا چالاکیاں ہیں جو استعمال کی جاتی ہیں اور فیصلہ ایک دیدیا ہے اور اسی کو پھر پیش کیا جا رہا ہے ساری قوم کی طرف سے۔

اب بتاؤ آسٹریلیا کے نمائندوں نے کہہ دیا الیکشن ٹھیک ہیں تو ہم بالکل ٹھیک ہیں۔ کسی دن تم بھی بھیجو نمائندے کوئی وہاں اور وہاں کے الیکشن کے اعلان کرکے دیکھو۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ جوتیاں مار کے نکال دیں گے مگر حال وہی کریں گے جیسے جوتیاں ماری جا رہی ہوں کہ تم ہوتے کون ہو بےوقوفو! تمہاری بات سنتا کون ہے، اہمیت کون دیتا ہے۔ تو یہ فرق ہے اصل میں علم کی برتری کا۔ یہ جو نمونے غریب دنیا میں دکھائے جا رہے ہیں سب جہالت کے نمونے ہیں۔ پس قرآن کریم نے علم کو نمایاں طور پر پیش فرمایا ہے۔ فرمایا ہے جو نیکی ہے وہ حقیقت میں علم سے پیدا ہوتی ہے اور سچے علم کے نتیجے میں یہ بات لازماً کھل کے سامنے آتی ہے کہ خدا ہی ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ پس فرمایا وہ جو راتوں کو اٹھتے ہیں وہ پاگل نہیں ہیں۔ تم بےوقوف ہو جو سمجھتے ہو کہ یہ لوگ، یہ مذہبی لوگ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں، خواہ مخواہ مصیبت ڈالی ہوئی ہے پانچ وقت اذانوں کے جواب میں وضو کرکے دوڑتے ہیں مسجدوں کی طرف اور پھر راتوں کو اٹھ کر بھی اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ یعنی اگر یہ نہ بھی کہو تو عملاً یہی سمجھتے ہو کیونکہ تم کیوں نہیں کرتے پھر یہ۔ اس لئے بڑے مزے سے جب کچھ لوگ عبادت کے لئے جا رہے ہوں کچھ دوسری طرف اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں یہاں تک کہ اپنی روزمرہ کی دلچسپیاں جو معمولی ہیں ان کو بھی عبادت پر اہمیت دیتے ہیں۔

پس اس مضمون کو خدا تعالیٰ واضح کرنے کی خاطر فرماتا ہے کہ دیکھو اگر تم خدا تعالیٰ سے پیار میں یا اس پر یقین میں سچے ہوتے، اگر واقعۃً تمہیں یہ علم ہوتا کہ ایک اللہ ہے اور یہ علم ہوتا کہ اس کے حضور تم نے حاضر ہونا ہے یہ علم ہوتا کہ ساری رحمتیں اور نعمتیں اسی سے آتی ہیں، اگر یہ علم ہوتا کہ اس سے تعلق کٹ جائے تو انسان ہر سعادت سے محروم رہ جاتا ہے تو پھر تم وہ کرتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرتے ہیں "امن هو قانت انآء اليل ساجداً و قائماً"۔ یہاں ایک کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اور وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ ہے جن کی غلامی اور متابعت میں اور بھی ایسے بہت سے پیدا ہوتے۔ راتوں کو اٹھتے ہیں راتوں کا ایک بڑا حصہ خدا کے حضور کھڑے رہتے ہوئے یا سجدے کرتے ہوئے گزار دیتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی رحمت سے امید لگائے رہتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو پھر بتاؤ کہ "هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون" کیسے خدا ایک جیسا سلوک کرے گا۔ یہ صاحب علم لوگ ہیں اور جہاں تک صاحب علم لوگوں کو تعلق ہے قرآن کریم حقیقی علم والوں ہی کو اولوا الالباب قرار دیتا ہے۔ یہی ہیں جو عقل والے لوگ ہیں کیونکہ ان کا علم ان کی صحیح راہنمائی کرتا ہے۔ وہ علم جو خدا سے دور لے جائے اس کو قرآن کریم کی تعریف کی رو سے علم نہیں کہا جاسکتا۔ اگر علم سچا ہو تو ہر علم کو خدا کی جانب لے جانا چاہئے اور اگر علم سچا ہو اور خدا کی طرف نہ لے جائے تو علم والے جھوٹے ہیں۔ پھر وہ اولوا الالباب نہیں ہیں کیونکہ علم کے نتیجے میں اور کوئی راہ ہے ہی نہیں، ایک ہی رستہ ہے جس پہ علم لے کے جائے گا۔ دنیا کے جتنے علوم ہیں ان پر آپ غور کرکے دیکھ لیں اگر آپ کو تفصیل سے ان کے مطالعہ کا موقع ملے تو ان میں سے جو دنیا کے سائنسدان ہیں جو اولوا الالباب ہیں وہ لازماً اقرار کرتے ہیں کہ ایک خدا ہے۔ اور اپنی برادری میں بظاہر پرانے لوگ شمار ہونے کے باوجود جن کے اوپر ان کے سائنسدان بھائی ہنستے ہیں کہ یہ تم نے کیا پاگلوں والی بات شروع کردی ہے اتنے عالم، اتنے قابل اور یہ فرسودہ باتیں کر رہے ہو کہ خدا ہے اور اسی نے کائنات کو پیدا کیا، اسی کی طرف سب نے جانا ہے اس کے باوجود چونکہ اولوا الالباب ہیں وہ اپنی بات پر قائم رہتے ہیں اور کوئی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہا، ان کی غیر معمولی عقل اور فراست اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو آپ کو علوم کی تہہ تک رسائی نصیب ہوئی ہے اس کی وجہ سے وہ سامنے تمسخر تو نہیں کر سکتے تھے مگر ڈاکٹر صاحب سے ایک دفعہ گفتگو ہوئی وہ کہتے تھے مجھے پتہ ہے، میں جانتا ہوں، مجھے احساس ہے کہ جب میں گزرتا ہوں تو کچھ سرگوشیاں ہوتی ہیں کہ یہ وہ ہے جو خدا کی ہستی کا قائل ہے۔ یہ وہ ہے جو یوم آخرت کا قائل ہے، یہ وہ ہے جس نے اپنی زندگی کو خدا کے حوالے سے ڈھالا ہے۔ کچھ عزت بھی کرتے ہیں لیکن محض اصول پرست ہونے کی وجہ سے یا عزت کرتے ہیں تو اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ایک بااصول انسان ہے، سچا ہے یا جھوٹا ہے، ہے بااصول۔ چنانچہ وہ اس سے احترام کا سلوک کرتے ہیں۔ کچھ ہیں جو پیٹھ موڑ کر پھر آپس میں اگر مذاق نہیں کرتے تو ہلکی پھلکی باتیں ضرور کریں گے کہ پتہ نہیں اس بےچارے کو کیا ہو گیا ہے اچھا بھلا عقل والا لیکن یہ باتیں کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے بےوقوفو! بظاہر عقل والے ہو، بظاہر علوم حاصل ہیں لیکن علوم

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

جس طرف اشارہ کرتے ہیں وہ دیکھ نہیں رہے۔ اگر اولوا الالباب ہوتے تو لازماً تمہیں علم کی ہرانگلی خدا کی طرف اٹھتی دکھائی دیتی۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق فرماتا ہے "انما یتذکر اولوا الالباب" علم کے باوجود تم نصیحت حاصل نہیں کر سکتے جب تک عقل اور فراست نہ ہو۔ اولوا الالباب میں جو عقل کی تعریف ہے وہ قرآن کریم کی ایک خاص تعریف ہے جو دنیا کی تعریف سے الگ ہے۔ دنیا کی تعریف میں جو انسان اپنے مطلب کی خاطر جو کچھ اس کو حاصل ہوتا ہے اس کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے خواہ چالاکی سے کرے، خواہ جھوٹ سے کرے، خواہ دھوکہ بازی سے کرے، خواہ انسان کی خوشامد سے کرے۔ عقل کا آخری فیصلہ دنیا اس بات پر ہوتا ہے کہ اس نے اپنے مطالب کو پالیا کہ نہیں پالیا۔ اس نے جو حاصل کرنا تھا خواہ دھوکے سے حاصل کیا، خواہ ظلم سے حاصل کیا، خواہ خوشامد سے حاصل کیا، خواہ اپنے نفس کی عزت پر چھری پھیر کر حاصل کیا، حاصل تو کر لیا، یہ آخری تعریف ہے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی قومیں ظاہراً یہ تعریف نہیں کرتیں مگر فی الحقیقت اسی تعریف پر عمل پیرا ہیں۔ تمام دنیا کی سیاست عقل کی اس تعریف کے تابع ہے کہ مطلب حاصل کرنا ہے جھوٹ، سچ، ذلت، رسوائی، عظمت ان کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ سیاست صرف اس بات کا نام ہے کہ جس طرح بھی چاہو اپنے مقاصد حاصل کرلو اور اپنی قوم کے حق میں وہ کچھ حاصل کرلو جو خواہ دوسری قوم پر ظلم کے نتیجے میں حاصل ہو یہ عقل کی تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولوا الالباب کی اور تعریف فرمائی ہے۔ ایسے لوگوں کا علم ان کو خدا کی طرف نہیں لے جاتا جو اس تعریف کے تابع دنیا میں کام کرتے ہیں ان کا علم ان چیزوں کی طرف لے جاتا ہے جو دنیا میں انہوں نے معبود بنا رکھے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو سچے ہیں، جن کی عقل روشن ہے جو صاحب عقل ہیں قرآن کریم کی رو سے، ان کے متعلق قرآن کریم نے بالکل مختلف نقشہ کھینچا ہے۔

فرماتا ہے "ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الیل والنھار لایٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم و یتفکرون فی خلق السمٰوات والارض" کہ زمین و آسمان کی تخلیق میں "واختلاف الیل والنھار" اور راتوں کے اور دن کے آپس میں ادلنے بدلنے میں "لایٰت لاولی الالباب"۔ جو اہل عقل ہیں خدا کے نزدیک ان کے لئے ان میں بہت سے نشانات ہیں اور وہ نشانات کیا ہیں "الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً" وہ کچھ دیکھتے ہیں دنیا میں جس کے نتیجے میں راتوں کو اٹھ کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور "قعوداً" کبھی وہ بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں، کبھی کھڑے ہو کے عبادت کرتے ہیں۔ یہ مضمون دیکھیں کیسا واضح طور پر اس مضمون سے خدا تعالیٰ نے ملایا ہوا ہے۔

فرمایا "امن ھو قانت اناء الیل ساجداً و قائماً" کیا وہ شخص جو راتوں کو اٹھتا ہے کبھی کھڑے ہو کے خدا کو پکارتا ہے، کبھی سجدہ ریز ہو کر دعائیں کرتا ہے اور خدا کا خوف اس کے دل پر غالب رہتا ہے اور اپنی ہر آرزو کو خدا کے حضور پیش کرتا ہے کیونکہ اس کے سوا وہ کسی اور چوکھٹ کی طرف نہیں جاتا اسی سے امید رکھتا ہے اسی سے دنیا کے شر سے بچنے کی خاطر توقع رکھتا ہے۔ پس ہر خوف خدا کے تعلق میں ہے۔ ہر خواہش، ہر تمنا اللہ کے تعلق میں ہے۔ فرمایا یہ لوگ ہیں جو یعلمون جاننے والے ہیں "انما یتذکر اولوا الالباب" وہی بات جو دوسری آیت میں تھی اس آیت میں بھی بیان فرمائی کہ نصیحت تو صرف اولی الالباب پکڑا کرتے ہیں ورنہ کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

تو آپ سے میں پھر ان آیات کے حوالے سے اب گزارش کرتا ہوں کہ یہاں جو مرکزی نکتہ ہے وہ عبادت کا ہے اور عبادت میں رات کا حوالہ دیا ہے دن کا حوالہ نہیں کیونکہ رات کی عبادت خدا کے حضور خالص ہونے کی ایک خاص امتیازی شان رکھتی ہے۔ دن کی عبادتوں سے انکار نہیں ہے مگر رات کا حوالہ اس لئے دیا گیا ہے کہ تم اگر واقعۃً اللہ سے پیار کرتے ہو، حقیقت میں اس سے تعلق ہے تو ایسے وقت میں بھی اس کے حضور اٹھو گے جب دنیا کی آنکھ تمہیں دیکھ ہی نہیں رہی۔ بسا اوقات گھر میں بیوی بچے سوئے ہوتے ہیں ان کو بھی پتہ نہیں کہ کون اٹھا ہے، کیوں اٹھا ہے اور وہ اللہ کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے اور اس کے خوف سے ڈرتے ہوئے، اس سے ہر خیر کی امید لگائے بیٹھے ہوئے، کھڑے ہوئے بھی اس کی عبادت کرتا ہے سجدے میں بھی اس کی عبادت کرتا ہے تو یہ عبادت کے خلوص کی طرف اشارہ ہے۔

پس رمضان مبارک نے آپ کو عبادت کے گر سکھا دیئے ہیں۔ اگر آپ نے خود نہیں سیکھے تو سیکھنے والوں کو دیکھا ضرور ہے۔ کوئی مسلمان گھر شاذ ہی ایسا ہو جہاں کوئی بھی عبادت نہ کی جا رہی ہو رمضان میں، جہاں کوئی بھی روزہ رکھنے والا نہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ بعید نہیں کہ آج اس جمعۃ الوداع میں بھی حاضر نہ ہوئے ہوں اس لئے ان تک تو نہ میری آواز پہنچے گی نہ وہ میرے مخاطب ہیں۔ میں ان سے بات کر رہا ہوں جن کے سینے میں کچھ ایمان کی رمق ضرور ہے اور خدا تعالیٰ نے ایمان کی اس رمق کو ہمیشہ پیار کی نظر سے دیکھا ہے ایک چنگاری تو روشن ہے، ایک امید تو ہے۔ پس میں ان سے مخاطب ہوں جن کے سینے میں یہ امید کی چنگاری روشن ہے۔ ابھی تک اگر راکھ تلے دب بھی گئی ہے تو اندر یہ کوئلہ ابھی جل رہا ہے اور زندہ ہے۔

پس اس پہلو سے آپ کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ رمضان کی یہ برکتیں جو لوگوں نے جو دن کو عبادت کرتے تھے راتوں کو نہیں اٹھا کرتے تھے ان برکتوں نے انہیں راتوں کو اٹھنا بھی سکھا دیا، انہیں خدا کے حضور وہ اطاعت اور فرمانبرداری کی توفیق بخشی جو عام دنوں میں نصیب نہیں تھی۔ رمضان نے گناہوں سے بچنے کی ایک بہت بڑی توفیق عطا فرمائی جو وقت کے لحاظ سے مشروط ہی سہی مگر توفیق ضرور ملی۔ وہ لوگ جو اپنی بد عادتوں کو چھوڑنے پر کسی طرح آمادہ نہیں ہوتے یا چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتے ایک محدود وقت کے لئے جو سحری سے لے کر افطار تک چلتا ہے مجبور ہوتے ہیں ان باتوں سے رکے رہتے ہیں۔ تو رمضان نے سہارا دیا ہے، رمضان نے آپ کو نیکی کے کاموں پہ چلنے کے لئے وہ سوٹا مہیا کر دیا جس کی ٹیک لگا کر آپ رفتہ رفتہ آگے بڑھ سکتے ہیں، اسے چھوڑ نہ دیں بالکل۔ لولھوں لنگڑوں کی طرح پھر وہیں نہ بیٹھ رہیں جہاں بیٹھتے ہوئے اپنی عمر ضائع کی۔

اس لئے آج پروگرام بنائیں اور فیصلہ کریں۔ اس پانی کو اکٹھا کرنا ہے اس سے فیض حاصل کرنا ہے۔ اس لئے میں معین طور پر آج نئے آنے والوں سے مخاطب ہوتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ وہ نماز کے متعلق ایک فیصلہ کریں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ **بغیر نماز کے انسان مردہ ہے اس میں کوئی بھی جان نہیں۔** یہ وہم ہے کہ ایک نماز یا ایک جمعہ کی نماز یا ایک رات کا قیام ان کی تمام عمر کے خلاء کو پر کر سکتا ہے۔ آئندہ آنے والے خلاء پر کیا کرتا ہے پچھلے نہیں کیا کرتا، پچھلوں سے بخشش ہوتی ہے لیکن جو زندگی کی روح اترتی ہے وہ آئندہ آنے والے دنوں پہ اترا کرتی ہے۔ پس اگر آئندہ نہیں اتری تو پچھلی بخشش بھی نہیں ہوگی یہ وہم ہے صرف۔ اگر بخشش ہے تو لازماً رمضان کے بعد زندگی میں ایک نمایاں پاک تبدیلی ہونا ضروری ہے اس کے بغیر بخشش کا تصور ہی محض ایک بچگانہ تصور یا ایک احمق کی خواب ہے۔

پس اپنے لئے ایک لائحہ عمل بنائیں نمازیں پڑھنے کی طرف متوجہ ہوں۔ اگر آپ کو نماز پڑھنی آتی نہیں تو اپنے کسی بھائی، ساتھی سے پتہ کریں۔ **انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنات اس طرف توجہ کریں ان سب لوگوں تک جہاں تک ممکن ہے پہنچنے کی کوشش کریں اور ان سے کہیں کہ اگر تم نے کچھ سبق سیکھنے ہیں، طریقے معلوم کرنے ہیں ہم حاضر ہیں مگر کچھ نہ کچھ نماز ضرور شروع کرو۔** اگرچہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے مجھے کوئی حق نہیں کہ میں کہوں کچھ نہ کچھ مگر میں جانتا ہوں کہ انسان کمزور ہے اور اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے کہ انسان کمزور ہے اسی لئے اس نے کچھ اس قسم کی رعایتیں دے رکھی ہیں کہ حسب توفیق آگے بڑھو، تھوڑا تھوڑا نیکی کی طرف آگے بڑھنا شروع کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ خود تمہاری طرف زیادہ تیزی سے آگے بڑھے گا۔ تو یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ پانچ نمازیں فرض ہیں مگر آپ ایک ہی پڑھا کریں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر پانچ کسی صورت نہیں پڑھ سکتے تو خدا کے لئے ایک تو پڑھیں۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے پانچ وقت کا کھانا میسر نہیں تو چوبیس گھنٹے میں ایک وقت کی روٹی تو مل جائے، یہ مراد نہیں کہ پانچ وقت کی ضرورت نہیں ہے۔ پس آپ اور کچھ نہیں اول تو پانچ کے لئے کوشش کریں یہ عہد کرلیں کہ ہم نے نماز ضرور پڑھنی ہے۔ نمازیں شروع میں خالی رہیں گی رفتہ رفتہ بھریں گی۔ یہ خیال غلط ہے کہ نماز پڑھتے ہی آپ عرش معلیٰ کی سیریں کرنے لگ جائیں گے۔ یہ عمر بھر کی

محمد صادق جیولرز
Import Export Internationale Juwellery
Mohammad Sadiq Juweliere
آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔
ہمارے پتہ جات:
Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403
Hauptfiliale
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974
S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel: 069/685893
Tel: 009712221731

محنت ہے۔ ایک دم تو گندم کے بیج بھی نہیں بھرا کرتے۔ سارا سال، چھ مہینے کم سے کم محنت ہوتی ہے تو آخر پر جاکر ان کے اندر وہ دودھ بنتا ہے جو پھر گندم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ تو آپ کو محنت کرنی ہوگی اور رفتہ رفتہ عبادت کے وہ خوشے نکلیں گے آپ کے دل سے، خدا جن کو دودھ سے بھر دے گا اور وہ دودھ ہے وہ آپ کے لئے روحانی رزق پیدا کرے گا۔

پس یقین رکھیں کہ لازماً ایک خدا ہے جس نے آپ کو پیدا کیا ہے۔ آپ کو بے فکری کی حالت میں مزید زندگی نہیں گزارنی چاہئے۔ یہ جہالت ہے، لاعلمی ہے۔ اور یاد رکھیں مرنا ضرور ہے۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ اگلے رمضان سے پہلے ہم سب لوگ زندہ رہیں گے۔ لازماً ہم میں سے وہ معین لوگ موجود ہیں جو اس وقت اس خطبے میں حاضر ہیں مگر بعید نہیں کہ ان کو اگلا خطبہ بھی نصیب نہ ہو، بعید نہیں کہ اگلے مہینے کے خطبے نصیب نہ ہوں یا نمازیں نصیب نہ ہوں اگلے سال کی بات تو بہت دور کی بات ہے۔ پس اس پہلو سے خدا تعالیٰ نے جو یہ توجہ دلائی شروع میں کہ تم نے مرنا ہے، پیش ہونا ہے یہ خیال آپ کو تقویت بخشے گا اور نیکی کے ارادے کرنے میں آپ کی مدد کرے گا۔ جب موت کا وقت آجائے گا پھر کچھ نہیں ہو سکے گا اور سب پر آنا ہے۔

اس لئے وہ لوگ جو دنیا کی زندگی سے خوش ہیں وہ سوچ کر تو دیکھیں کہ جب موت کا وقت آئے گا تو ایسی بے قراری ہوگی کہ کچھ پیش نہیں جائے گی۔ وہ چاہیں گے کہ ہم واپس ہوں تو پھر کچھ کریں لیکن اللہ تعالیٰ اس خیال کو رد فرما دے گا اور یہ ساری زندگی ہاتھ سے نکل جائے گی اور دارالجزاء آگے لامتناہی سامنے کھڑا ہوگا تو مرنے سے پہلے کچھ کرو۔ اور موت کا نہ دن معین ہے نہ وقت معین ہے اس لئے

اپنی زندگی کو عبادتوں سے بھرنے کی کوشش کرو اور عبادت کے ساتھ ساتھ دوسری نیکیاں ضرور نصیب ہوتی ہیں۔ اس لئے جب آپ نمازیں پڑھتے ہیں تو نمازوں کے ساتھ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں خرچ کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے دوسری نیکیوں کی بھی توفیق ملتی ہے۔

یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان ایک قدم خدا کی طرف جاتا ہے تو خدا دس قدم آتا ہے۔ چل کر جاتا ہے تو اللہ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ ہر طرف سے پھر خدا آنے لگتا ہے۔ آپ نے نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ آپ کو دس اور نیکیوں کی توفیق بخش دیتا ہے جن کے ذریعے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے اور ہر نیکی پھر آگے نیکیوں کے بچے دیتی چلی جاتی ہے۔ تو انسانی زندگی میں ایک انقلاب آنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا شاذ کے طور پر ہوتا ہے کہ یہ انقلاب اچانک آئے اور کسی کی کایا پلٹ جائے کہ گویا اچانک نیا وجود پیدا ہوگیا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے مگر بہت شاذ کے طور پر۔ قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ آپ نیکی کا ایک فیصلہ کرلیں اور پورے عزم کے ساتھ اس پر قائم ہو جائیں اور خدا سے اقرار کریں کہ اے میرے خدا میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں تیرے حضور آگے بڑھنے کی کوشش کروں گا، تیرے حضور سر جھکانے کی کوشش کروں گا، اپنی رضا کو تیری رضا کے تابع کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مرنے سے پہلے اس حال میں تجھ تک پہنچوں کہ پھر آگ میرا انتظار نہ کر رہی ہو بلکہ تیری رضا میرا انتظار کر رہی ہو۔

یہ فیصلہ ہے جو آج آپ کی تقدیر بدل دے گا۔ یہ فیصلہ ہے جسے نصیب ہو جائے اسے لیلۃ القدر بھی مل گئی، اس کی ساری زندگی کے خلاء پر ہو جائیں گے اور آئندہ اگر چند دن بھی زندہ رہیں گے تو پچھلی زندگی کی ساری بدیوں کو وہ دن دھو دیں گے۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی زبان سے جو ہمیں یہ خوش خبری دی ہے کہ اگر ایسے وقت میں بھی تمہیں توفیق مل جائے توبہ کی کہ موت کا وقت قریب پہنچا ہو اور نیکی کی طرف بڑھتے ہوئے تم نیکیوں کے شہروں میں ابھی پہنچے نہیں ابھی گھسٹ گھسٹ کے جا رہے ہو تو خدا تعالیٰ تم سے یہ سلوک فرمائے گا کہ تمہاری پچھلی زندگی کی ساری سڑک جو بہت لمبی ہے اسے چھوٹا کر دے گا۔ اور نیکی کی سڑک، جس کی طرف تم بڑھ رہے تھے وہ یوں لگے گا جیسے تم اس منزل کے قریب پہنچ گئے ہو اور جس طرف سے آ رہے تھے بدیوں کی زندگی بہت دور دکھائی دے گی جسے بہت پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ یہ مضمون ہے۔ اس وقت وقت نہیں ہے پوری تفصیل حدیث پڑھ کر اس کا بیان کرنے کا لیکن خلاصہ کلام یہی ہے کہ جو خلاء ہیں اللہ انہیں نظرانداز فرما دیتا ہے اور تبدیلی کے بعد کے چند دن کو اس کے پچھلے تمام خلاؤں کو بھرنے کے لئے فیصلہ کر دیتا ہے۔ اس حال میں جان دیتا ہے گویا اس نے ساری عمر نیکیاں کرتے ہوئے ہی جان دی ہے۔

پس ماضی سے جہاں تک تعلق ہے اتنا ہی تعلق ہے لیکن ماضی سے یہ تعلق تب قائم ہوگا اگر مستقبل تبدیل ہوگا اس کے بغیر نہیں۔ پس آج مستقبل تبدیل کرنے کا فیصلہ کرکے اٹھیں اور لازم کرلیں اپنے

لئے کہ خدا کے حضور حاضر ہونا ہے اور اس کے لئے وضو کرنا ہوگا اور وضو کرنا ہوگا اور بعضوں کو غسل کرنا ہوگا۔ وضو میں انسان کے کچھ اعضاء دھوئے جاتے ہیں اور انسان پاک ہوکر اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے اور عبادت کے لئے لازم ہے کہ وضو کرے اور وہ جن کا سارا بدن کسی ایسے جذبے سے ملوث ہوگیا ہو جس کا دھونا ضروری ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غسل کرو۔ تو عبادت کا فیصلہ محض اکیلا کافی نہیں، آپ یہ بھی غور کریں کہ آپ کو غسل بھی کرنے ہیں آپ کو وضو بھی کرنے ہیں۔

پس یہ سوچیں کہ پیچھے کون سی بدیاں ہیں جنہوں نے آپ کو خدا سے ہٹا رکھا ہے، دنیا کی طرف توجہ مبذول کرا رکھی ہے۔ ان بدیوں پر نظر ڈالیں اور ایک غسل توبہ کریں۔ فیصلہ کریں کہ ہم نے اب ان بدیوں سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کرلینا ہے یہ فیصلہ ہے جو زندگی بدلا کرتا ہے۔ اور عبادت کے فیصلے سے پہلے یہ فیصلہ ضروری ہے کیونکہ کوئی عبادت بھی اگر غسل ضروری ہو تو غسل کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ اگر وضو ضروری ہو تو وضو کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ اور اس نکتے کو سمجھنا بہت لازم ہے۔ غسل سے ظاہری غسل بھی مراد ہے مگر فی الحقیقت اندرونی غسل مراد ہے۔ وضو سے ظاہری وضو بھی مراد ہے مگر فی الحقیقت ایک اندرونی وضو مراد ہے۔ تم اپنے روزمرہ کے اعضاء جو دکھائی دے رہے ہیں کم سے کم ان کو تو پاک صاف رکھو۔ یہ مضمون ہے وضو کا مضمون اس کو بھی سمجھ لیجئے۔ آپ جب باہر نکلتے ہیں تو لازم تو نہیں کہ آپ اندرونی حصوں کو جو دکھائی نہیں دے رہے جن پہ کپڑے پڑے ہوئے ہیں ان کو بھی رگڑ کے صاف کرکے پھر باہر نکلیں۔ جو زیادہ پاک لوگ ہیں، جو فطرتاً صفائی پسند ہیں وہ قطع نظر اس کے کہ کچھ دکھائی دیتا ہے کہ نہیں اندرونی صفائی ضرور کرتے ہیں۔ لیکن جو یہ نہیں کر سکتے کم سے کم جاتے جاتے اپنا مونہہ تو صاف کر لیتے ہیں اور بازو، ہاتھ یہ جو داغ نظر آنے والی چیزیں ہیں ان کو ستھرا کرکے باہر نکلتے ہیں۔ تو پہلا جو فیصلہ ہے وہ یہ ہے کہ **کم سے کم اتنا تو کرو کہ دنیا تمہارے اندر وہ داغ نہ دیکھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے غلاموں کی شان کے منافی داغ ہیں۔ وہ حرکتیں تو نہ کرو جن کے نتیجے میں تمہارے چہروں کے داغ، اسلام کے داغ بنتے ہوئے دکھائی دیں۔** دنیا یہ سمجھے کہ پتہ نہیں کہاں سے یہ لوگ آئے ہیں ایسی گندی عادتیں، ایسی بے ہودہ حرکات۔ اپنے ہاتھوں کو دھوؤ۔ یعنی ان سے حرام کمائی کھانے کے تصور بھی قریب نہ پھٹکنے دو، اپنے ہاتھوں کو ظلموں سے بچاؤ یہ ہاتھوں کا وضو ہے۔ اپنے چہرے کو جو توجہات کا چہرہ ہے اسے پاک و صاف کرو۔ غلط توجہات نہ کرو۔ پاک چیزوں کی طرف توجہ رکھو۔ یہ وضو ہے جو اس پاک تبدیلی کے لئے ضروری ہے اور پھر غسل کی توفیق اگر ملے اور وہ لازماً ملنی چاہئے تو کم سے کم اسلام میں داخل ہوتے وقت ایک غسل تو بہرحال ضروری ہوا کرتا ہے اور وہ غسل ہر انسان کو کرنا ہوگا اور آج کا دن ڈوبے نہ جب تک آپ یہ غسل نہ کرلیں۔ یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے اپنے بدن کو پاک صاف کرکے خدا کے حضور پیش کرنا ہے، گند لے کر حاضر نہیں ہونا۔

اگر اچھی مجلس ہو تو وہاں صاف ستھرا ہونا ضروری ہے تبھی قرآن کریم نے فرمایا ہے "خذوا زینتکم عند کل مسجد" کہ مسجدوں میں جاتے تو ہو مگر زینت لے کے جایا کرو، پاک لوگوں کی مجلس ہے وہ۔ خدا والوں کی صحبت میں جا رہے ہو اس لئے نہ صرف صاف ستھرے ہوکے بلکہ سج کر جایا کرو۔ تو یہ تفصیلی مضامین ہیں جو تبدیلی یعنی روحانی تبدیلی کو پیدا کرنے کے لئے سمجھنے ضروری ہیں۔ کہ چٹکیوں میں تبدیلیاں نہیں ہوا کرتیں اور محض نمازیں پڑھ جانے سے بھی تبدیلیاں نہیں ہوں گی۔ یہ سارے مضامین سمجھیں اور **اس سال یہ فیصلہ کریں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ برائیوں کے شہر کو چھوڑ کر نیکیوں کے شہر کی طرف حرکت شروع کر دیں گے۔** پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جس حال میں بھی تم جان دو گے وہ خدا کے حضور مقبول انجام ہوگا اور خدا کی رضا پر جان دو گے مگر لازماً نیکیوں کی طرف حرکت کرنا ہے چاہے گھسٹتے ہوئے کرتے چلے جاؤ۔ ایسا شخص جس کی مثال آپ نے دی وہ ہے جس کی جان نکل رہی ہے، جسم میں طاقت نہیں، موت کے نرغے میں مبتلا ہے اور پھر بھی گھٹنوں کے بل اور کہنیوں کے بل کوشش کر رہا ہے کہ دم نکلے تو خدا کے پاک لوگوں میں نکلے۔ یہ وہ نظارہ ہے جس کے بعد یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ فرمائے۔ پس یہ کیفیت اپنے اوپر طاری کریں تو یہ جمعۃ الوداع آپ کے لئے ایک اور معنے میں جمعۃ الوداع بنے گا۔ یہ بدیوں کے لئے وداع کا جمعہ بن جائے گا، نیکیوں کے لئے نہیں۔ ان معنوں میں وداع نہیں رہے گا کہ آپ نے آج پڑھا اور چھٹی ہوئی اور پھر اگلے سال تک آپ کو کسی جمعہ یا نیکی کی توفیق نہ ملی۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیے

"سلام ـ عالم اسلام کا سرمایہ افتخار"

(از پروفیسر راجہ نصراللہ خان)

۲۱ر نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات نوبیل انعام یافتہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی المناک وفات کی خبر مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے دنیا بھر میں بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی۔ گو ڈاکٹر عبدالسلام اول و آخر ایک سچے اور پکے پاکستانی تھے لیکن جوانی سے لے کر وفات تک انہوں نے سائنس (خاص طور پر طبیعیات) کے میدان میں ایسے جوہر ہائے نمایاں دکھائے اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور بے پناہ علم و دانش کے ذریعہ اقوام عالم کو بلا تخصیص اس طرح فیضیاب کیا کہ وہ کسی ایک ملک کے نہیں بلکہ دنیا بھر کے ممتاز اور درد مند سائنس دان کے طور پر جانے اور پہچانے جاتے تھے۔ آپ کو اقوام متحدہ میں بھی متعدد

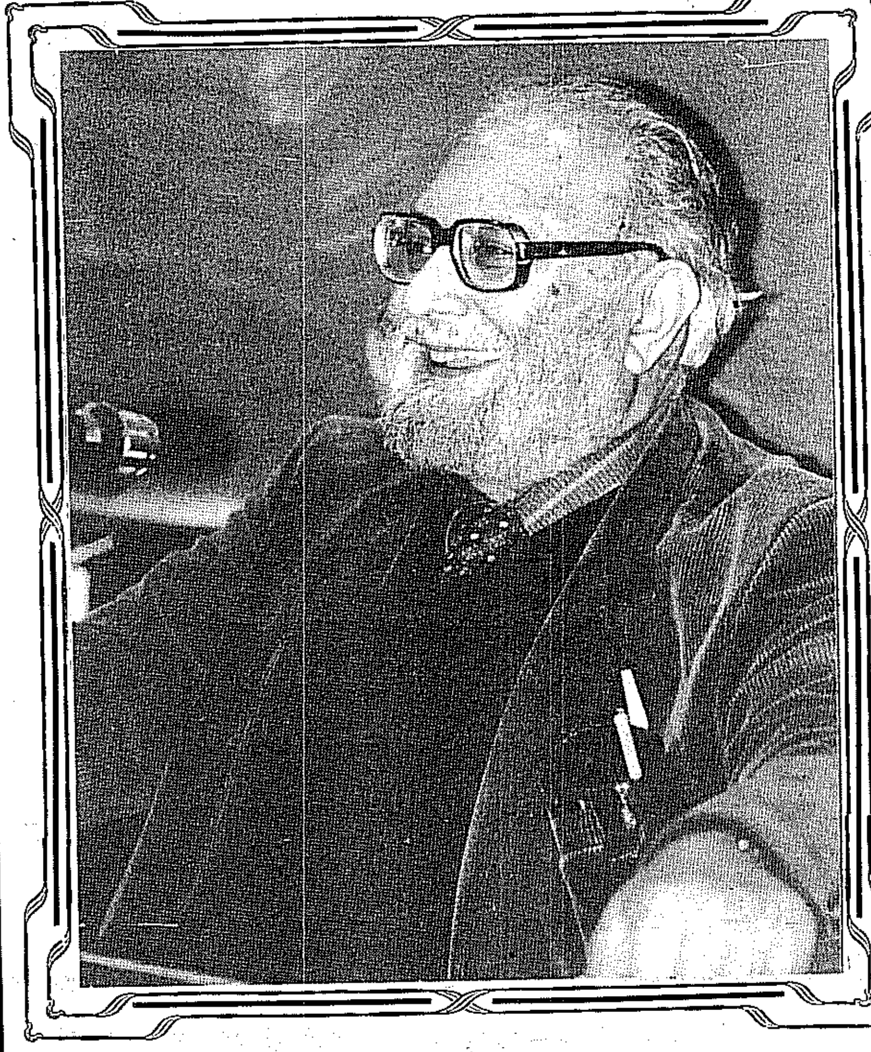

عہدے اور اہم ذمہ داریاں سونپی جاتی رہیں۔ جن کا سلسلہ ۱۹۵۵ء سے شروع ہوتا ہے جبکہ آپ کی عمر ابھی تیس (۳۰) سال سے بھی کم تھی۔

عظیم ترین اور منفرد عالمی انعام

ڈاکٹر عبدالسلام کے سائنسی دنیا کا قابل رشک عبقری ہونے اور دنیا بھر سے اپنی عدیم المثال قابلیت، ذہانت اور لیاقت کا لوہا منوانے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ ۱۹۷۹ء میں انہوں نے دنیا کا عظیم ترین اور منفرد علمی انعام نوبیل پرائز (Nobel Prize) جیتا۔ مرحبا! مرحبا!!

نوبیل پرائز سویڈن کے مشہور سائنس دان ایلفرڈ نوبل (Alfred Nobel 1833—1896) نے قائم کیا تھا۔ یہ سائنس دان ڈائنامائٹ (Dynamite) کا موجد تھا۔ وہ بہت بڑا کیمیا دان اور انسانیت دوست انسان تھا۔ کئی فیکٹریوں کا مالک ہونے کی وجہ سے وہ بہت امیر بن گیا اور اس کے پاس بیس لاکھ پاؤنڈ جمع ہو گئے۔ اس خطیر رقم کا بیشتر حصہ اس نے "نوبیل پرائز" کے اجراء کے لئے وقف کر دیا۔ پہلا نوبیل پرائز ۱۹۰۱ء میں دیا گیا۔

سربلندی و شادمانی

اللہ کے بندوں اور انسانیت کے غم خواروں کی دنیا اور سوچ ہی اور ہوتی ہے۔ ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹر عبدالسلام کو "نوبیل پرائز" کی شکل میں جو رقم ملی انہوں نے اس کا استعمال کس طرح کیا۔ اس کے متعلق "نوائے وقت" میں شائع شدہ یہ خبر پڑھئے:

"پیرس۔ ۱۸ اکتوبر۔ پاکستان کے نامور سائنسدان پروفیسر عبدالسلام جنہیں حال ہی میں فزکس کا نوبیل انعام دیا گیا ہے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ نوجوان سائنس دانوں کا ایک بین الاقوامی فنڈ قائم ہونا چاہئے۔ انہوں نے نوبیل انعام میں ملنے والی ساٹھ (۶۰) ہزار ڈالر رقم اس فنڈ میں دینے کا فیصلہ کیا۔ انہیں اس تقریب میں آئن سٹائن گولڈ میڈل بھی دیا گیا"۔
(نوائے وقت ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء صفحہ اول)

ماشاء اللہ ڈاکٹر سلام نے دنیائے سائنس کا قابل صد رشک نوبیل پرائز جیت کر پاکستان کے ساتھ ساتھ تمام عالم اسلام کو بھی دنیا بھر میں سربلند اور شادماں کر دیا اور ہر طرف سے انہیں بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ملاحظہ فرمایئے اس کی تفصیل۔

انگریزی روزنامہ "ڈان" کراچی ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء کے اداریہ بعنوان "پاکستان کے لئے ایک اعزاز" میں لکھا ہے:

"یہ کوئی معمولی اتفاق نہیں کہ "ایلبرٹ آئن سٹائن" کی سوویں سالگرہ کے برس طبیعات کے تین سائنس دانوں کو تمام عالمی انعامات میں سے سب سے زیادہ قابل رشک "نوبیل پرائز" دیا گیا ہے جو ان کے ایسے میدان میں تحقیق کا نتیجہ ہے جس نے ان کے شہرہ آفاق پیشرو (آئن سٹائن۔ ناقل) کو پریشان کئے

رکھا۔ اور یہ بات کہ انعام جیتنے والوں میں سے ایک پروفیسر عبدالسلام ہیں۔ اس ملک کے لئے زبردست افتخار اور عزت کا باعث ہے"۔

☆ روزنامہ امروز (لاہور) ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۹ء صفحہ اول کی ایک سرخی "نہایت اہم سائنسی دریافت پر پروفیسر عبدالسلام کو نوبیل انعام دینے کا اعلان":

"پروفیسر عبدالسلام پہلے پاکستانی ہیں جنہیں نوبیل انعام ملا ہے جو سائنس کی دنیا میں اعلیٰ ترین مانا جاتا ہے ...... پروفیسر عبدالسلام کو جب نوبیل انعام ملنے کی اطلاع ہوئی تو اس وقت وہ لندن میں اپنے گھر پر موجود تھے۔ یہ اطلاع ملتے ہی انہوں نے قریبی مسجد میں جاکر نماز شکرانہ ادا کی"۔

☆ روزنامہ "مشرق" ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء کا اداریہ بعنوان "پاکستان کے لئے عالمی اعزاز":

"پاکستان کے ممتاز سائنس دان پروفیسر عبدالسلام کو طبیعات کے شعبے میں اعلیٰ تحقیقی کام کرنے پر اس سال کا نوبیل انعام ملا ہے جو بلاشبہ پاکستان کے لئے ایک اعزاز ہے۔ اس لئے صدر مملکت نے اپنے تہنیتی پیغام میں بجا طور پر یہ بات کہی ہے کہ "پروفیسر عبدالسلام کو نوبیل انعام ملنے پر "پاکستان اقوام عالم میں سربلند ہو گیا ہے"۔

☆ روزنامہ "جنگ" راولپنڈی مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء کا اداریہ "پاکستانی سائنس دان کا اعزاز":

"ہر پاکستانی کے لئے یہ بات باعث صد فخر و اعزاز ہے کہ ان کے ایک ہم وطن ڈاکٹر عبدالسلام نے علم طبیعات میں اس سال نوبیل پرائز حاصل کیا ہے...... اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام کی قوت فکر و ذہانت میں مزید اضافہ کرے اور انہیں ملک و قوم کی خدمت کرنے کا طویل موقع عطا کرے۔ ہم انہیں اور اپنے تمام ہم وطنوں کو اس موقع پر مبارکباد پیش کرتے ہیں"۔

برادر مسلم ممالک کے زعماء کا اظہار انبساط و مباہات

چند جید شخصیات کے نام درج کئے جاتے ہیں:

(۱) شہزادہ محمد بن فیصل السعود (شاہ فہد، فرمانروائے سعودی عرب کے بھتیجے)۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

(از قلم: مکرم ملک سیف الرحمان صاحب مرحوم)

محمد بن ادریس الشافعی المطلبی غزہ فلسطین میں پیدا ہوئے۔ یہ وہی سال ہے جس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ فوت ہوئے تھے گویا جس سال ایک امام فقہ اس دنیا سے رخصت ہوئے اسی سال ایک ایسے بچے نے جنم لیا جس کے مقدر میں کچھ سال بعد امام فقہ بننا لکھا تھا۔

آپ کے والد ایک ایسے فوجی دستہ میں ملازم تھے جو غزہ کی فوجی چھاؤنی میں مقیم تھا۔ والد کا گزارا معمولی تھا۔ ان کا اصل وطن مکہ تھا جبکہ آپ کی والدہ یمن کے ازدی قبیلہ کی خاتون تھیں۔ شافعی ابھی بچہ ہی تھے کہ والد کا غزہ میں انتقال ہو گیا اور آپ کی والدہ بعض مصالح کے پیش نظر آپ کو مکہ مکرمہ لے آئیں تاکہ بچہ اپنے قبیلہ کے لوگوں میں بہتر نشوونما پا سکے اس وقت آپ کی عمر دس سال کے قریب تھی اور قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ آپ کا خاندانی تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنو مطلب سے تھا۔ اور شافع آپ کے اجداد میں سے ایک بزرگ کا نام تھا جس کی طرف یہ خاندان منسوب تھا اور شافعی کہلاتا تھا۔

مکہ مکرمہ میں آنے کے بعد آپ نے وہاں اساتذہ سے پڑھنا شروع کیا اور جب کچھ پڑھ لکھ گئے تو مکہ کے مشہور محدث سفیان بن عینیہ اور مسلم بن خالد زنجی سے علم حدیث پڑھا۔ اسی دوران میں آپ مکہ کے قرب و جوار میں بسنے والے ہذیل قبیلہ کے ہاں جانے لگے تاکہ فصیح عربی میں مہارت حاصل کر سکیں۔ بنو ہذیل پہاڑوں میں رہتے تھے۔ فصاحتِ زبان اور شعر گوئی کے لحاظ سے سارے عرب میں سند مانے جاتے تھے۔ آپ نے ہذیل سے اعلیٰ عربی بھی سیکھی اور تیر اندازی کا سبق بھی حاصل کیا۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ تیر اندازی میں میرا مقابلہ کوئی مشکل ہی سے کر سکتا ہے اگر دس تیر نشانے پر لگانا چاہوں تو ایک بھی خطا نہ جائے۔ آپ نے اس دوران علم نجوم اور علم طب سے بھی واقفیت بہم پہنچائی۔ آپ بہت اچھے شعر کہہ لیتے تھے اور اعلیٰ پایہ کے ادیب مانے جاتے تھے۔ زبان کی اس مہارت کا اثر آپ کی تحریر میں بھی تھا اسی لئے آپ کی کتب عربی ادب کا ایک نمونہ سمجھی جاتی ہیں حالانکہ وہ بجائے خود فنی کتب ہیں فقہ کے مباحث اور اصول کی تشریحات سے تعلق رکھتی ہیں۔

امام شافعیؒ بڑے خوش الحان تھے، آواز میں بڑا سوز تھا جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو رقت سے لوگوں کے آنسو رواں ہو جاتے۔ سلیس عربی بولتے اور بڑی روانی کے ساتھ تقریر کر سکتے تھے۔ تقریر میں ضرب الامثال سے خوب کام لیتے۔ مشہور محدث ابن راہویہ نے آپ کو خطیب العلماء کا خطاب دیا تھا۔

جب آپ کی عمر بیس سال ہوئی اور علماء مکہ سے علم پڑھ لیا تو آپ کی خواہش ہوئی کہ مدینہ جا کر عالم مدینہ حضرت امام مالکؒ سے مؤطا پڑھیں اور علم حدیث میں مہارت حاصل کریں۔ یہ زمانہ امام مالکؒ کے عروج کا تھا اور بڑی مشکل سے آپ کے مدرسہ میں کسی کو داخلہ مل سکتا تھا۔ آپ نے اپنے آپ کو امام مالکؒ کے درس میں شمولیت کے قابل بنانے کے لئے خوب محنت کی۔ کسی سے مؤطا کا ایک نسخہ لے کر اس میں درج احادیث کو یاد کیا۔ والی مکہ سے والی مدینہ کے نام سفارشی چٹھی لکھوائی اور اس تیاری کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچے تو والی مدینہ کی سفارش کچھ کام نہ آئی، لیکن اپنی قوتِ بیانیہ کے زور سے امام مالکؒ کے درس میں بیٹھنے کی اجازت حاصل کر لی اور پھر اپنی قابلیت اور شوق حدیث کی وجہ سے امام مالکؒ کی توجہ کا مرکز بن گئے، قریباً دس سال آپؒ کی خدمت میں رہے۔ مدینہ کے دوسرے علماء سے بھی استفادہ کیا اور ماہر عالم حدیث اور ایک بے مثل فقیہ کی حیثیت سے علوم مدینہ کے حامل بنے۔

امام شافعیؒ کا ابتلاء

حضرت امام مالکؒ کی وفات کے بعد آپؒ مکہ واپس آ گئے۔ روزگار کی تلاش میں یمن گئے وہاں آپؒ کا ننھال بھی تھا۔ والی کی سفارش پر آپ کو نجران میں ایک معقول عہدہ مل گیا جو مالی سہولت کا باعث تھا، لیکن پبلک تعلق کے سلسلہ میں آپ کو کئی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ لوگ دھاندلی سفارش اور مفاد پرستی کے عادی تھے۔ خصوصاً علاقہ کے امراء من مانی کرنا جانتے تھے ادھر آپ کسی کی سفارش کی پرواہ نہ کرتے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق معاملات طے کرنا جانتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کے خلاف شکایتوں کا زور بڑھا۔ نجران کا نیا والی ظالم طبع اور جور پسند تھا وہ بھی آپ کا مخالف ہو گیا۔ ادھر عباسی علویوں کے بارہ میں بڑے حساس تھے اور انہیں ڈر لگا رہتا تھا کہ علویوں کی حمایت کہیں زور نہ پکڑ جائے۔ نجران کے والی نے عباسیوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا اور ایک سازش کے تحت ہارون الرشید کے پاس شکایت کی کہ نجران میں چند علوی شورش بپا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جن میں محمد بن ادریس الشافعی بھی شامل ہے۔

ہارون الرشید نے فوراً اس شکایت کا نوٹس لیا اور حکم دیا کہ ان باغیوں کو گرفتار کر کے بغداد لایا جائے۔ چنانچہ سب ملزم جن میں محمد بن ادریس الشافعی بھی تھے پابہ زنجیر بڑی صعوبتوں کے بعد بغداد پہنچے اور ہارون الرشید کے سامنے پیش کئے گئے۔ رشید نے ایک ایک کر کے سب کا بیان لیا بالکل سرسری ساعت تھی۔ وہ سب کی گردنیں اڑاتا گیا۔ ایک ملزم نے کہا میں بے قصور ہوں لیکن اگر آپ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو اتنی اجازت دیں کہ اپنی بیمار اور بوڑھی والدہ کو خط لکھ سکوں جو مدینہ میں لاچار میری واپسی کے انتظار میں بیٹھی ہو گی۔ لیکن رشید نے اس کی ایک نہ سنی اور فوراً گردن اڑا دینے کا حکم دیا۔ جب امام شافعی کی باری آئی اور رشید نے آپؒ کی طرف غصہ سے دیکھتے ہوئے کہا آپ لوگ خلافت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم خلافت کے اہل نہیں۔ شافعی کے سامنے تو آدمی خاک و خون میں غلطاں تڑپ رہے تھے اور بڑا بھیانک منظر تھا، لیکن آپ نے حوصلہ قائم رکھا۔ جواب کا موقع ملنے پر خداداد ذہانت سے کام لیتے ہوئے نپے تلے الفاظ میں کہا کہ دشمنی اور حسد کا شکار ہوا ہوں۔ مخالفین نے ناحق مجھے ملوث کیا ہے۔ امیر المومنین غور فرما دیں کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کیسے شریک ہو سکتا ہوں جو مجھے اپنا غلام سمجھتے ہیں اور آپ کے خاندان کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں جو مجھے اپنا بھائی قرار دیتا ہے۔ امام محمد بن حسن دربار میں موجود تھے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شافعی نے کہا میں ایک علمی آدمی ہوں، علم سے شغف رکھتا ہوں، بغاوتوں سے مجھے کیا سروکار اور یہ قاضی سب کچھ جانتے ہیں۔ رشید نے امام محمد بن حسن کی طرف دیکھا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ امام محمد نے جواب دیا شافعی ٹھیک کہتے ہیں میں ان کو جانتا ہوں۔ یہ شورش پسند طبیعت کے نہیں بلکہ بڑے عالم ہیں اور درس و تدریس ان کا شغل ہے۔ شافعی کی فصاحت اور امام محمد کی سفارش کام کر گئی اور رشید نے امام محمد سے کہا اچھا اسے اپنی نگرانی میں رکھئے اس کے بارہ میں بعد میں فیصلہ کروں گا۔ اس طرح امام شافعیؒ، امام محمدؒ کی سرپرستی میں آ گئے اور آپ کے گھر رہنے لگے۔ آپ سے حنفی فقہ کی تفصیلات پڑھیں اور آپ کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اس طرح آپ کا یہ ابتلاء علمی ترقی کا باعث بن گیا گویا آپ کو مدنی اور عراقی دونوں فقہوں کے جامع امام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ امام محمد کے اس احسان کی ہمیشہ آپ کے دل میں قدر رہی اور آپ ان کا ذکر بڑے احترام سے کرتے تھے۔

امام شافعیؒ اور درس و تدریس

بغداد میں دو سال کے قریب رہنے کے بعد آپ واپس مکہ آئے اور مسجد الحرام میں اپنا حلقہ درس قائم کیا جس نے آہستہ آہستہ خاص ترقی حاصل کی۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں مکہ گیا تو میں نے محمد بن ادریس کو مسجد الحرام میں درس حدیث و فقہ دیتے سنا۔ آپ نے اپنے دوست اسحاق راہویہ سے کہا میں نے ایک نوجوان کو دیکھا ہے اس کی باتیں جوں جوں سنتا گیا حیرت میں ڈوبتا گیا، آئیں آپ کو بھی دکھاتا ہوں۔ چنانچہ اسحاق بن راہویہ نے بھی آپؒ کو درس دیتے سنا اور حیرت زدہ رہ گئے۔

مکہ میں آپ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تالیف و تصنیف کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا۔ اپنے نئے فقہی مسلک کی وضاحت کے لئے قواعد استنباط مرتب کئے، نئے فقہی مذہب کی بنیاد رکھی۔ یہیں پہ آپ نے دو رسالے بھی لکھے جن میں سے ایک کا نام 'خلافِ مالک' ہے جس میں اپنے استاد امام مالکؒ کے بعض فقہی نظریات پر تنقید کی اور اہل مدینہ کے عمل کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دوسرے اخذ حدیث کے متعلق امام مالکؒ کی احتیاط کو بلاوجہ تشدد قرار دیا۔ دوسرے رسالے کا نام آپ نے 'خلاف العراقین' رکھا اور امام ابو حنیفہؒ کے نظریات پر تنقید کی......

......اس طرح تدریس و تصنیف میں آپ نے قریباً بارہ سال مکہ میں گزارے۔ ۱۹۵ھ میں جب آپ کی عمر ۴۵ سال تھی آپ دوبارہ بغداد گئے۔ وہاں پہنچ کر امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر دعا کی، ساتھ کی مسجد میں دو نفل پڑھے اور صرف شروع میں رفع یدین کیا۔ جب پوچھا گیا تو فرمایا امام ابو حنیفہؒ کی عظمت کے اعتراف اور پاس ادب کی خاطر انہوں نے ایسا کیا ہے۔

بغداد میں رہ کر آپ نے دو اور کتابیں لکھیں ان میں سے ایک کا نام 'الرسالہ' ہے جو دراصل اصول فقہ کے بارہ میں آپ کا منفرد کارنامہ ہے اس سے پہلے اس موضوع پر کوئی تحریری کام نہیں ہوا تھا۔ دوسری کتاب کا نام آپ نے 'المبسوط' رکھا اس میں بھی اپنے فقہی منہاج کی تفصیل پیش کی۔ یہ دونوں کتب 'الکتب البغدادیہ' کے نام سے مشہور ہیں اور آپ کے لائق شاگرد الحسین بن محمد الصباح الزعفرانی (م ۲۶۰ھ) کے ذریعہ مروی ہیں۔ یہ کتب چند اور رسائل کو ملا کر 'الام' کے نام سے طبع شدہ اور درساً متداول ہیں۔

۱۹۹ھ میں جب آپ مصر گئے اور وہاں مالکی علماء سے واسطہ پڑا تو آپ نے اپنی کتب میں کچھ ترامیم کیں جو آپ کے دوسرے لائق شاگرد الربیع بن سلیمان المرادی (م ۲۷۰ھ) کی روایت ہیں اور 'اقوال جدیدہ' کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ دور جس میں امام شافعی اپنے مسلک کی تبیین و وضاحت کر رہے تھے تدوین علوم کا دور تھا اگر ایک طرف ابوالاسود دوئلی کے شاگرد عربی زبان کے قواعد و ضوابط کی تدوین میں مصروف تھے تو دوسری طرف الاصمعی اور ان کے شاگرد ادب و لغت کے ذخائر اور اشعار عرب کے دیوان جمع کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ خلیل علم عروض ایجاد کر چکا تھا۔ جاحظ ادب عربی کی تنقید و تنقیح کے اصول بیان کر رہا تھا۔ امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی حنفی فقہ کی تدوین میں مصروف تھے۔ مدینہ میں امام مالک کے علوم کا غلغلہ تھا۔ احادیث کی روایت کو ایک فن کی حیثیت حاصل ہو رہی تھی۔ مختلف فرقے علمی طور پر منظم ہو رہے تھے۔ خوارج، شیعہ اور معتزلہ دست و گریبان تھے اور مناظرت و مجادلات کا ہر طرف شور تھا۔ اس علمی فضا میں امام شافعیؒ بھی راہ حق کی تلاش میں مصروف تھے۔ آپ نے اخبار آحاد کی حجیت کے بارہ میں زبردست دلائل مہیا کئے اور امت کی طرف سے 'ناصر سنت' کا خطاب پایا۔

علل قیاس کے استخراج میں اگرچہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مقابلہ کوئی نہ کر پایا، لیکن امام شافعیؒ نے قیاس کے اصول و ضوابط کے سلسلہ میں جو منفرد کام کیا اس کا اپنی جگہ الگ مقام ہے۔

آپ نے اس بات کو واضح کیا کہ اگرچہ اخبار آحاد اور قیاس علم ظنی کے ماخذ ہیں لیکن اس سے ان کی اہمیت کم نہیں ہو جاتی۔ ہم اتنے ہی کے مکلف ہیں اور تمام انسانی زندگی اسی علم ظنی کے گرد گھومتی ہے۔ پس جب ہم اپنے اکثر مسائل زندگی اسی علم کی بنا پر حل کرتے ہیں تو شرعی امور میں ان سے کام لینا کیوں تردد کا باعث ہو۔ آپ کا کہنا تھا کہ اول تو قرآن و احادیث سے اکثر مسائل کا حل مل سکتا ہے لیکن اگر کسی مسئلہ کے بارہ میں ان سے تصریح نہ ملے تو مسئلہ زیر بحث کو ان علل پر قیاس کیا جا سکتا ہے جو نصوص میں موجود ہوتی ہیں اور ایک ذہین مجتہد بآسانی ان تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

احادیث کے بارہ میں آپ کا علم بڑا وسیع تھا۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ ہر سوال کا جواب قرآن و حدیث سے دیتے ہیں۔ بتائیے اگر ایک محرم زنبور مار دے تو کیا کفارہ ہے۔ آپ نے سوال سن کر فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول جو بات تم کو بتائے اس پر عمل کرو اور حضورؐ نے فرمایا کہ میری اور میرے خلفاء کی پیروی کرو۔ طارق بن شہاب کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک محرم کو کہا کہ زنبور کو مار دو اس سے معلوم ہوا کہ زنبور مار دینے کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔

جیسا کہ گزر چکا ہے امام شافعی قیاس کے علاوہ رائے کے دوسرے مآخذ مثلاً استحسان، مصالح مرسلہ وغیرہ کو درست تسلیم نہیں کرتے تھے اور اس طرز فکر کو نقصان دہ قرار دیتے تھے۔

امام شافعی اختلاف مسلک کے باوجود دوسرے مکتبہ ہائے فکر کا احترام کرتے تھے اور بڑے غیر متعصب تھے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ ابو حنیفہ کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ نے جواب دیا وہ اہل عراق کے سردار تھے۔ جب ابو یوسف کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ حدیث کا اتباع اور احترام کرتے تھے۔ امام محمد فقہی تفریعات کے ماہر تھے، قیاس میں زفر کی مہارت مسلم تھی۔ غرض حنفیوں کے ائمہ کے بارہ میں جو آپ کی رائے تھی اسے بڑی صفائی اور عقیدت کے ساتھ بیان کر دیا۔

امام شافعیؒ علم کلام اور جدل و مناظرہ کو پسند نہیں

کرتے تھے- آپ کا کہنا تھا کہ ان مباحث کا کوئی فائدہ نہیں صرف زبان کا چٹخارہ یا ذہنی عیاشی کا سامان ہے- بڑی بیکار بحثیں ہیں- قرآن و سنت کی اتباع میں ہی نجات ہے- آپ اپنے شاگردوں کو کہا کرتے تھے 'ایاکم و النظر فی الکلام' یعنی کلامی مسائل کو کوئی اہمیت نہ دو اور ان میں انہماک سے بچو-

امام شافعیؒ اور سفرِ مصر

امام شافعیؒ تین سال کے قریب بغداد میں رہے- کچھ زیادہ دل نہ لگا- یہاں معتزلہ کا زور بڑھ رہا تھا- مامون الرشید ان کی طرف جھک گیا تھا- علاوہ ازیں الامین کی شکست کے بعد عربی عنصر کا اثر ورسوخ کم ہو گیا تھا- مامون کی مدد فارسی اور خراسانی عنصر نے کی تھی اور وہ انہی کے زیر اثر تھا اس لئے قرآن و سنت کے حاملین کے لئے مشکلات بڑھ رہی تھیں- ایسے حالات میں امام شافعیؒ نے بغداد میں رہنا مناسب نہ سمجھا اور احباب کے مشورہ کے بعد آپ نے مصر چلے جانے کا ارادہ کیا کیونکہ ایک تو وہ مرکز یعنی بغداد سے دور تھا- دوسرے وہاں آپ کے ہم سبق یعنی امام مالک کے شاگرد رہتے تھے جن سے تعاون کی امید تھی- مصر میں ابھی عربی عنصر کا غلبہ بھی قائم تھا- ایک اور وجہ یہ ہوئی کہ مصر کا والی عباس بن عبداللہ عباسی آپ سے عقیدت رکھتا تھا- ان حالات میں آپ ۱۹۹ھ میں بغداد سے مصر کے لئے روانہ ہوئے، سفر بڑا کٹھن اور لمبا تھا- مصر میں کیا حالات پیش آئیں اس میں بھی الجھنیں تھیں، خاصی بے چینی تھی- سفر کے دوران میں ہی آپ نے اپنے ان جذبات اور سوچوں کا اظہار ایک قصیدہ میں کیا جس کے دو شعر یہ ہیں

لقد اصبحت نفسی تشوق الیٰ مصر
و من دونہا قطع المہامۃِ والقفر
فواللہ ما ادری الفوز والغنی
اساق الیہا ام اساق الیٰ القدر

مصر جانے کا شوق ہے- راستہ خطرناک اور صحرائی ہے وہاں جا کر اطمینان اور آرام نصیب ہو گا یا تقدیر میں کچھ اور لکھا ہے کچھ معلوم نہیں- کوئی اندازہ نہیں- جب آپ مصر پہنچے تو کامیابی نے آپ کے قدم چومے، والی مصر نے بیت المال کے شعبہ 'سہم ذوی القربیٰ' سے آپ کا معقول وظیفہ مقرر کر دیا اور امام مالک کے ایک شاگرد جو خاصے خوشحال اور حکومت کے بااثر افسر تھے یعنی عبداللہ بن عبدالحکم نے ہر طرح کی مدد کی اور آرام بہم پہنچایا- یہاں آپ کو اپنی کتب پر نظر ثانی کا موقع ملا- درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا، لیکن قضاء و قدر نے زیادہ کام کرنے کی مہلت نہ دی- وقت قریب آ چکا تھا، بواسیر کے شدید عارضہ کی وجہ سے سخت کمزور ہو گئے- کچھ مصر کی شورشوں اور بعض مالکیوں کی طرف سے شدید مخالفت کا اثر بھی تھا- ان حالات کا مقابلہ کرتا ہوا یہ آفتاب علم ۲۰۴ھ میں جبکہ عمر صرف ۵۴ سال تھی افق دار الآخرت میں غروب ہو گیا- انا للہ و انا الیہ راجعون-

امام شافعیؒ کے شاگرد اور پیرو

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے لائق شاگرد اور مخلص دوست عطا کئے تھے، بغداد میں بھی اور مصر میں بھی- بغداد کے شاگردوں نے فارس، خراسان اور ماوراء النہر میں آپ کے مسلک کی اشاعت کی- یہاں حنفیت کا زور تھا جس سے سخت مقابلہ رہا- سلطان محمود غزنوی فقہ میں آپ کا پیرو تھا- اب بھی ایران کے سنی کردوں کی اکثریت آپ کے فقہی مذہب کو مانتی ہے-

مشرق میں آپ کے شاگردوں نے بڑا نام پیدا کیا اور ان کو علمی خدمات کا موقع ملا- خاص کر امام احمد بن حنبل تو مستقل مسلک کے امام بنے- الزاعفرانی کے ذریعہ آپ کی 'کتب بغدادیہ' ان علاقوں میں عام ہوئیں- علاوہ ازیں سینکڑوں عالمی شہرت کے علماء آپ کے فقہی مسلک سے وابستہ تھے مثلاً امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ الجوینی- حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی- علامہ فخرالدین رازی- ابو حامد الاسفرائینی- تقی الدین سبکی- علامہ الماوردی صاحب الاحکام السلطانیہ- سلطان العلماء علامہ عزالدین بن عبدالسلام ابن دقیق العید- نظام الملک طوسی اور علامہ نووی شارح صحیح مسلم سبھی شافعی المذہب تھے اور ان کی وجہ سے آپ کے فقہی مسلک کو بہت فروغ ملا-

امام شافعیؒ کا ایک مناظرہ

امام شافعیؒ قوتِ استدلال و مناظرہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے- ایک دفعہ امام محمد بن حسن الشیبانی نے آپ کو چھیڑا اور کہا سنا ہے آپ غصب کے مسئلہ میں ہمیں غلط سمجھتے ہیں- پہلے تو شافعیؒ نے معذرت کی اور ٹالنا چاہا کیونکہ امام محمد کا آپ کے دل میں بڑا احترام تھا- یوں بھی آپ بحث سے بچنا چاہتے تھے- لیکن حنفی ایسے بحث و مباحثہ کو پسند کرتے تھے ان کا نظریہ تھا کہ بحث سے علم بڑھتا ہے اور مسئلہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے- بہرحال جب امام محمد نے اصرار کیا تو جوابی بحث کے لئے تیار ہو گئے-

غصب کے بارہ میں حنفیوں کا مسلک یہ ہے کہ :
۱- اگر تو غصب شدہ چیز جوں کی توں ہے تو وہ غاصب سے واپس لے کر مالک کو دلائی جائے گی-
۲- اگر وہ چیز ضائع ہو گئی ہے تو اس کی قیمت دلائی جائے گی-
۳- اگر اس میں ایسی زیادتی ہوئی ہے جو مغصوبہ چیز کے ساتھ متصل ہے مثلاً زمین پر مکان بنا لیا ہے- کاغذ غصب کیا تھا اس پر مضمون لکھا اور کتاب کی شکل میں جلد بنا لی- سونا چھینا تھا اس کا زیور بنا لیا- کپڑا چھینا تھا اس کا کرتا پاجامہ بنوا لیا تو اس صورت میں بھی مالک کو قیمت ہی دلائی جائے گی البتہ اگر زیادتی منفصل اور اس کا الگ وجود ہے مثلاً گائے چھینی تھی اس نے بچہ جنا تو مغصوبہ گائے مع بچہ کے مالک کو واپس جائے گی-

شافعیؒ تیسری شق کے خلاف ہیں- وہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی مالک کا حق ہے کہ وہ اپنی مملوکہ چیز واپس لے- البتہ غاصب اگر چاہے تو بنے ہوئے مکان کو گرا کر اس کا ملبہ لے جا سکتا ہے- بہرحال بحث کا آغاز یوں ہوا-

امام محمد : ایک شخص نے کسی کی زمین پر قبضہ کر کے اس پر لاکھوں روپیہ کا خوبصورت مکان بنا لیا- زمین بڑی معمولی قیمت کی تھی، بتائیے ایسی صورت میں آپ کا کیا مؤقف ہے ؟

امام شافعی : زمین مالک کو واپس دلائی جائے گی البتہ اگر غاصب چاہے تو اپنا ملبہ اٹھا کر لے جا سکتا ہے- بہرحال مالک کو مکان خریدنے یا زمین بیچنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا-

امام محمد : اچھا ایک شخص نے لکڑی کے تختے چھینے اور ان سے کشتی کی مرمت کی اور کشتی سواریاں لے کر سفر پر روانہ ہو گئی- عین سمندر میں تختوں کے مالک نے مطالبہ کیا کہ ابھی میرے تختے واپس کرو- آپ کا فیصلہ کیا ہو گا ؟

امام شافعی : مالک کا فوری واپسی کا مطالبہ درست نہیں ہو گا البتہ جب کشتی کنارے پر پہنچے گی تو وہ تختوں کو واپس لینے کا حقدار ہو گا خواہ ان کے اکھاڑنے سے کشتی کے مالک کو نقصان ہی پہنچے-

اسی طرح کے کچھ اور سوالات ہوئے جن کی تفصیل باعث تطویل ہے- امام محمد کی آخری دلیل یہ تھی کہ مکان بنانے والے کو مکان گرانے اور مکان کا ملبہ اٹھانے کے لئے کہنا اصول...... 'لا ضرر و لا ضرار' کے خلاف ہے، اتنا قیمتی مکان گرانا دولت کا ضیاع ہے اور جرم کے مقابلہ میں سزا بہت زیادہ ہے خصوصاً جبکہ وہ زمین کی مونہہ مانگی قیمت دینے کے لئے تیار ہے اور مالک کا اس میں کوئی نقصان بھی نہیں-

امام شافعی : اچھا یہ بتائیے کہ ایک بڑا خاندانی، عوام میں عزت دار امیر کسی کی معمولی لونڈی کو ورغلا کر اس سے نکاح کر لیتا ہے جبکہ لونڈی کا مالک راضی نہیں- نکاح کے بعد اس سے دس لڑکے پیدا ہوتے ہیں جو سب کے سب بڑے لائق عالم فاضل حکومتِ وقت کے عہدیدار ہیں- لونڈی کا مالک دعویٰ کرتا ہے کہ یہ لونڈی تو اس کی تھی جسے اس امیر نے مجھ سے چھین لیا تھا مجھے واپس دلائی جائے- آپ کا فیصلہ کیا ہو گا ؟

امام محمد : لونڈی اور اس کے سارے بچے مالک کو واپس دلائے جائیں گے اور یہ سب کے سب اس کے غلام ہوں گے...... لونڈی کی ساری اولاد مالک کی غلام ہوتی ہے-

امام شافعی : آپ کا 'لا ضرر و لا ضرار' کا اصول کہاں گیا- کیا مکان گرانے کا حکم دینا زیادہ ضرر رساں ہے یا اتنے بڑے لائق اور قابل عاقل بالغ دس افراد کو غلامی کے چکر میں ڈالنا اور اس ذلت سے ان کو دوچار کرنا-

امام محمد اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکے اور خاموش ہو گئے-

امام شافعیؒ اور علم فراست

امام شافعیؒ بڑے قیافہ شناس بھی تھے اور علم فراست کا آپ نے مطالعہ بھی کیا تھا- ایک دفعہ اس علم کے آزمانے کا آپ کو موقع ملا- آپ یمن کے کسی شہر میں اپنے کام سے گئے- شام کے وقت پہنچے- بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا نیلی آنکھیں، عجیب سا چہرہ اپنے مکان کے سامنے کھڑا تھا- امام صاحب کے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص خبیث فطرت اور بد طینت لگتا ہے- بہرحال چونکہ شام پڑ رہی تھی آپ نے کہیں ٹھہرنا بھی تھا- آپ نے اس شخص سے پوچھا کوئی رہائش کی جگہ ملے گی- وہ شخص کہنے لگا بسم اللہ خاکسار کا گھر حاضر ہے- اس شخص نے آپ کی بڑی آؤ بھگت کی- صاف ستھرا بستر، عمدہ لذیذ کھانا، سواری کے جانور کے لئے چارہ، غرض رات بڑے آرام سے گزری- آپ دل میں افسوس کرنے لگے کہ اتنے اچھے انسان کے بارہ میں خواہ مخواہ بدگمانی کو راہ دی- یہ علم فراست تو بالکل فضول لگتا ہے- صبح جب ناشتہ وغیرہ کے بعد آپ روانہ ہونے لگے تو آپ نے اس شخص کا شکریہ ادا کیا کہ اس کی وجہ سے انہیں بہت آرام ملا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے- وہ شخص کہنے لگا شکریہ تو رہنے دیجئے، جزائے خیر بھی اپنی جگہ ہے لیکن میرے اخراجات جو میں نے آپ کو آرام پہنچانے کے سلسلہ میں کئے ہیں وہ اتنے ہیں- رات میں نے اور میری بیوی نے بڑی تنگی سے گزاری ہے اور اپنا آرام دہ کمرہ آپ کو دیا ہے- اس کا کرایہ اتنا ہے کھانے کے اخراجات یہ ہیں- آپ کی سواری کے چارہ کے اتنے دام ہیں- غرض عام اندازہ سے کئی گنا زیادہ رقم کا اس نے مطالبہ کیا- امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ مجھے علم فراست کے درست ہونے کا یقین ہو گیا اور اپنے غلام کو کہا کہ جو کچھ یہ مانگتا ہے اسے دے دو اور یہاں سے جلدی نکلو-

امام شافعیؒ پر اعتراضات

امام شافعیؒ پر جو اعتراض کئے گئے ان میں سے بعض کا ذکر سطور بالا میں آ چکا ہے- آپ پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ آپ شیعہ ہیں کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اور آپ کی اولاد سے تعلق محبت کا اظہار کرتے ہیں، لیکن تاریخ میں آپ کے جو حالات لکھے ہیں وہ شیعیت کے الزام کی تردید کرتے ہیں- آپ خلفائے راشدین کی جلالت شان، ان کی ترتیب اقدمیت اور افضلیت کے قائل تھے البتہ دوسرے سنی مسلمانوں کی طرح حضرت علیؓ کے مقابلہ میں امیر معاویہؓ کو ناحق اور نافرمانی کا مرتکب قرار دیتے تھے- علاوہ ازیں باغیوں کے بارہ میں اسلام کے جو احکام ہیں ان کی تشریح اور تفصیل کے سلسلہ میں جو کتاب 'السیر' کے نام سے لکھی تھی اس میں حضرت علیؓ کے طرز عمل کو سند کے طور پر پیش کیا تھا- کیونکہ آپ کو ہی پہلی مرتبہ مسلم باغیوں سے سابقہ پڑا تھا- اس صورت حال کو بعض لوگوں نے غلط سمجھا اور الزام لگایا کہ گویا آپ شیعیت سے متاثر ہیں- اسی قسم کے الزامات سن کر آپ نے ایک دفعہ تمثیل کی غرض سے یہ شعر پڑھا-

ان کان رفضاً حب آل محمدٍ
فلیشہد الثقلان انی رافض

حضرت امام شافعیؒ نے مدینہ منورہ سے واپس آنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک پوتی حمیدہ نامی خاتون سے شادی کی جس سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا کیا، آپ نے اس لڑکے کا نام محمد رکھا اور کنیت ابو عثمان تجویز کی جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو حضرت عثمانؓ سے بڑی عقیدت تھی- امام شافعی متوسط القامہ بارعب شخصیت کے مالک تھے- غنی النفس اور سخاوت پسند طبیعت پائی تھی- جب بھی کسی خلیفہ یا دوست کی طرف سے بطور نذرانہ کوئی رقم آئی طلبہ اور مستحقین میں تقسیم کر دی یا خرید کتب میں صرف کی-

امام شافعیؒ کا کام

امام شافعیؒ کا بنیادی مسلک یہ تھا کہ احکام شرعیہ کی بنیاد یا تو نصوص ہیں یا پھر قیاس جو ان علل اور وجوہات پر مبنی ہو جو نصوص میں مدنظر رکھی گئی ہیں اور ایک مجتہد کے لئے ان تک رسائی مشکل نہیں ہونی چاہئے-

آپ کا ایک کارنامہ اصول فقہ کی تدوین اور ایسے ضوابط کی تعیین ہے جن پر احکام شریعت مبنی ہونے چاہئیں- علماء نے لکھا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ علم اصول کے بانی ہیں- دوسرے مکتبہ ہائے فکر نے آپ کے بعد اس علم کی تدوین کی طرف توجہ مبذول کی- والفضل للمتقدم-

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں- رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں- شکریہ (مینیجر)

Watch Huzur everyday on Intelsat
NEW *PTV*
Muslim TV AHMADIYYA
Rec., Dec., Dish
LNB are available
>SUPER OFFER<
ZEE TV
SKY
Zee Cards & Dec.
DM 580,-
Saeed A. Khan
TEL: 0049 8257 1694
FAX: 0049 8257 928828
Helpline: 0049 171 3435 840

بقیہ: سلام۔عالم اسلام کا سرمایہ افتخار

(۲) ابراہیم السختو، سیکرٹری جنرل الفتح یونیورسٹی طرابلس (لیبیا)
(۳) سالم عظام جنرل سیکرٹری اسلامی کونسل برائے یورپ۔
(۴) ڈاکٹر زیڈ بدیوی مسجد ریجنٹس پارک لندن کے ڈائریکٹر۔
(۵) لیبیا کے وزیر تعلیم۔
(۶) لیبیا کے ایٹمی توانائی کے نامور سائنس دان ڈاکٹر جمعہ۔
(۷) الجیریا کے وزیر برائے سائنس و ٹیکنالوجی۔
(۸) مختلف اسلامی ممالک کے کوئی بیس (۲۰) سفراء اور ہائی کمشنر۔

اب تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

☆ روزنامہ جنگ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۷۹ء کے صفحہ اول کی خبر "پاکستانی سائنس دان پروفیسر عبدالسلام کو مبارک باد":

(لندن ۲ نومبر)۔ اسلامی بنکنگ موومنٹ کے سربراہ محمد بن فیصل السعود نے پاکستانی سائنس دان پروفیسر عبدالسلام کو فزکس میں نوبیل انعام حاصل کرنے پر مبارک باد دی ہے۔ انہوں نے پروفیسر عبدالسلام کو ایک تہنیتی پیغام میں کہا ہے کہ آپ کا **یہ اعزاز مسلمانوں کے لئے باعث مسرت** ہے۔ ہم آپ کی اس کامیابی پر خوش ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ آپ کو یہ شاندار کامیابی جاری رکھنے کے لئے صحت اور قوت عطا کرے۔

طرابلس (لیبیا) کے الفتح یونیورسٹی کی پیپلز کمیٹی کے سیکرٹری جنرل ابراہیم السختو نے بھی پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو یہ اعزاز حاصل کرنے پر مبارک باد دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کے نوبیل انعام حاصل کرنے کی خبر ہم نے بڑی مسرت کے ساتھ سنی ہے۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے **لئے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے یہ اعزاز حاصل کیا ہے۔ اس میں مسلم بھائیوں کی حیثیت سے ہم شریک ہیں"۔**

☆ اب روزنامہ ڈان کراچی مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۷۹ء کے صفحہ نمبر ۷ کی ایک خبر ملاحظہ فرمایئے۔

"گزشتہ رات اسلامک کلچرل سنٹر اور ریجنٹس پارک (لندن) مسجد کے ڈائریکٹر زیڈ بدیوی کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں پروفیسر سلام مہمان خصوصی تھے۔ اس عشائیے میں اسلامی ممالک کے کوئی بیس (۲۰) سفراء اور ہائی کمشنر موجود تھے جن میں پاکستانی سفیر بریگیڈیئر ایف۔ آر۔ جان بھی شامل تھے۔ یہ عشائیہ ریجنٹس پارک مسجد میں دیا گیا۔ **پروفیسر سلام کو ان کے مسلمانوں اور مسلم دنیا کے لئے حاصل کردہ منفرد اعزاز پر زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے میزبان ڈاکٹر بدیوی نے کہا۔**

"پروفیسر سلام نے نوبیل پرائیز حاصل کر کے دنیا بھر کے مسلمان سائنس دانوں کے لئے اس دیوار کو گرا دیا ہے جو آج تک ان کے اور نوبیل پرائز کے درمیان حائل تھی"۔

روزنامہ "ڈان" مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۷۹ء کی ایک اور خبر پڑھئے:

☆ "بدھ کے روز یورپ میں اسلامی کونسل کے جنرل سیکرٹری مسٹر سالم عظام کی طرف سے ایک ظہرانہ دیا گیا جس میں پروفیسر سلام مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع پر برطانوی سائنس دان اور دوسرے مسلمانوں کے علاوہ برطانوی مسلمان بھی موجود تھے۔

دریں اثناء پروفیسر سلام کو الجیریا کے وزیر برائے سائنس و ٹیکنالوجی، لیبیا کے وزیر اعظم اور لیبیا کے ایٹمی توانائی کے ڈاکٹر جمعہ کی طرف سے تہنیتی پیغامات موصول ہوئے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ **"پروفیسر سلام کی کامیابی پوری اسلامی دنیا کے لئے اعزاز ہے"۔**

ان سب خبروں اور بیانات سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ پروفیسر عبدالسلام کا یہ اعزاز عظیم الشان اور دور رس نتائج کا حامل قرار پایا۔ **ساری اسلامی دنیا اس بات پر شاداں و فرحاں نظر آتی ہے۔ یہ اعزاز پاکستان اور عالم اسلام کے لئے ایک نیا اور قابل فخر ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔**

(باقی آئندہ)

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۱۲ (۲۱ مارچ ۱۹۹۷ء) میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات کے بیان میں صفحہ ۴ کے کالم نمبر ۳ میں نیچے سے سطر نمبر ۱۶ سے غلط پیسٹنگ کی وجہ سے دو مختلف عنوانات کا مضمون مل جل گیا ہے۔ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے اور دونوں ذیلی عنوانات دوبارہ ذیل میں ہدیہ قارئین ہیں:-

حضورؐ کی حضرت عائشہؓ کے ہاں باری اور عبادت کیلئے حضرت عائشہؓ سے اجازت طلب کرنا

حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا جو سب سے پیارا واقعہ یاد ہو وہ ہمیں سنائیں۔اس پر حضرت عائشہؓ بہت روئیں اور کہا آپؐ کی تو ہر بات ہی پیاری ہے۔

ایک دفعہ رات کو آپ کی میرے ہاں باری تھی۔ آپ میرے بستر میں داخل ہوئے اور فرمایا اے عائشہ کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔میں نے عرض کیا اللہ کی قسم مجھے تو آپ کا قرب اور آپ کی خواہش زیادہ عزیز ہے میں آپ کو اجازت دیتی ہوں۔اس پر آپ نے پانی کے مشکیزہ سے وضو فرمایا۔پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ رو رہے تھے۔اور آپ کے آنسو بہہ رہے تھے حتیٰ کہ آپؐ نے اپنے دائیں پہلو پر ٹیک لگائی اور اپنے دائیں رخسار کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ لیا اور مسلسل رو رہے تھے اور آپؐ کے آنسو زمین پر گر رہے تھے۔

فجر کی اذان دینے کے بعد حضرت بلالؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ کو روتے دیکھ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں روتے ہیں۔حالانکہ خدا نے آپؐ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں۔ فرمایا کیا میں خدا کا بہت زیادہ شکر گزار بندہ نہ بنوں اور میں کیوں نہ روؤں جب کہ آج رات مجھ پر یہ آیات نازل ہوئی ہیں:

﴿ ان فی خلق السماوات والارض لآیات لاولی الألباب .... فقنا عذاب النار۔﴾

پھر فرمایا: ہلاکت ہو اس پر جس نے ان آیات کو پڑھا اور ان پر غور نہ کیا۔[تفسیر روح البیان، سورہ آل عمران زیر آیت ان فی خلق السموات........

حضرت عائشہؓ پر ایک جھوٹا الزام اور اللہ کی طرف سے براءت

رسول کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ سفر پر تشریف لے جاتے تو بالعموم امہات المومنین میں سے کسی کو ساتھ لے جاتے۔ان کے لئے باری مقرر نہ تھی بلکہ آپؐ قرعہ ڈالتے اور جن کا نام نکلتا انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ غزوہ بنی مصطلق پر جاتے وقت حضرت عائشہؓ کے نام قرعہ نکلا اور انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔جب واپس آئے تو مدینہ کے قریب ایک جگہ ڈیرہ لگایا گیا۔ حضرت عائشہؓ کو رات کے وقت قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی اور آپؓ لشکر سے باہر تشریف لے گئیں۔جب واپس آئیں تو معلوم ہوا کہ ان کا ہار کہیں اس جگہ گر گیا ہے۔چنانچہ آپ ہار کو تلاش کرنے کے لئے دوبارہ تشریف لے گئیں۔اتنے میں قافلہ کے چلنے کا وقت آگیا۔اور چونکہ ان دنوں آپ بہت دبلی پتلی تھیں قافلہ کے منتظم نے ان کا ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور سمجھا کہ آپ اندر ہی ہونگی۔جب وہ واپس ہوئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔انہیں سخت پریشانی ہوئی مگر پھر خیال کر کے کہ جب لوگوں کو ان کے پیچھے رہ جانے کا علم ہوگا تو وہ ضرور واپس آئیں گے۔ آپ وہیں بیٹھ گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؓ کو نیند آگئی اور آپؓ وہیں زمین پر سو گئیں۔جب صبح ہوئی تو ایک صحابیؓ جن کا نام صفوان بن معطل تھا اور جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اس لئے پیچھے چھوڑ دیا تھا کہ دن چڑھے دیکھ لینا کہ کوئی چیز رہ تو نہیں گئی۔وہ ادھر ادھر گرے پڑے سامان کی تلاش میں وہاں سے گزرے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک عورت لیٹی ہوئی ہیں پاس آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں سو رہی تھی کہ میرے کان میں "انا للہ و انا الیہ راجعون" کی آواز آئی۔اس وقت پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اور پردہ سے پہلے اس صحابی نے آپ کو دیکھا ہوا تھا پہچان لیا اور زور سے "انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس آواز سے میری آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد حضرت صفوانؓ نے چپکے سے قریب آکر اپنا اونٹ بٹھا دیا اور حضرت عائشہؓ اس پر سوار ہو گئیں اور وہ صحابی اونٹ کی مہار پکڑ کر مدینہ کو چل پڑے۔جب مدینہ پہنچے تو عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے ساتھیوں نے مشہور کر دیا کہ حضرت عائشہؓ نعوذ باللہ جان بوجھ کر پیچھے رہی ہیں اور ان کا صفوان سے تعلق تھا۔اور یہ شور اتنا بڑھا کہ بعض صحابہؓ بھی نادانی میں ان کے ساتھ مل گئے۔ حضرت عائشہؓ کو چونکہ اس حادثہ سے سخت صدمہ ہوا تھا اور وہ چھوٹی عمر میں ایک ایسے جنگل میں تن تنہا رہ گئی تھیں جہاں ہو کا عالم تھا۔اس لئے وہ مدینہ پہنچ کر اس صدمہ سے بیمار ہو گئیں۔ادھر ان کے متعلق منافقین میں کھچڑی پکتی رہی۔ آخر رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ باتیں پہنچ گئیں مگر آپ حضرت عائشہؓ کی بیماری کو دیکھ کر ان سے دریافت نہیں فرما سکتے تھے۔ ادھر دن بدن باتیں زیادہ بڑھتی جاتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں یہ دیکھ کر حیران ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو آپؐ کا چہرہ اترا ہوا ہوتا اور مجھ سے کوئی بات نہ کرتے۔دوسروں سے حال پوچھتے اور چلے جاتے۔اسی دوران آپ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے والدین کے ہاں تشریف لے گئیں۔

ایک دن قضائے حاجت کے لئے ایک اور عورت کے ساتھ جو ان کی رشتہ دار تھی باہر گئیں۔جو عورت ساتھ تھی اس نے اپنے بیٹے مسطح کا نام لے کر کہا کہ اس کا برا ہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ایسا کیوں کہتی ہو۔اس نے کہا ایسا کیوں نہ کہوں آپ کو پتہ نہیں۔وہ تو اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔جب حضرت عائشہؓ نے اس سے یہ بات سنی تو انہیں سخت صدمہ ہوا۔وہ جوں توں کر کے گھر تو پہنچیں مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بیماری کا پھر زور ہو گیا۔انہوں نے اپنے والد اور والدہ سے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں میں اس طرح بات مشہور ہو رہی ہے۔ اس پر ان کی والدہ نے تسلی دیتے ہوئے کہا کیا ہوا جہاں سوکنیں ہوتی ہیں وہاں اس قسم کی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ تجھے اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ لیکن حضرت عائشہؓ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ رونے لگ گئیں اور دوپہر تک یہی حالت رہی۔رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور حال پوچھ کر باہر چلے گئے۔باہر جا کر آپؐ نے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلا کر مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ اور اسامہؓ دونوں نے کہا یہ منافقوں کی پھیلائی ہوئی بات ہے۔اس میں کوئی حقیقت نہیں۔لیکن حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ ان کی لونڈی سے بھی پوچھ لیں۔اگر کوئی بات ہوئی تو وہ بتا دے گی۔رسول کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کی لونڈی بریرہ سے پوچھا کہ کیا تجھے عائشہ کا کوئی عیب معلوم ہے۔اس نے کہا میں نے عائشہ کا سوائے اس کے کوئی عیب نہیں دیکھا کہ کم سنی کی وجہ سے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آکر کھا جاتی ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور صحابہؓ کو جمع کیا اور فرمایا کوئی ہے جو مجھے اس شخص سے بچائے جس نے مجھے دکھ دیا ہے۔اس سے آپ کی مراد عبداللہ بن ابی ابن سلول سے تھی...... پھر رسول کریم ﷺ گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ عائشہ رو رہی ہیں۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو بات لوگوں میں مشہور ہو رہی ہے تم نے سنی ہے۔انہوں نے کہا ہاں سنی ہے۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا دیکھو انسان سے گناہ ہو جاتا ہے۔اگر تم سے غلطی ہو گئی ہو تو توبہ کر لو۔اور اگر نہیں ہوئی تو خدا تمہاری براءت کر دے گا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے باپ حضرت ابو بکرؓ کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ اس کا جواب دیں۔انہوں نے کہا مجھے تو اس کا کوئی جواب نہیں آتا۔پھر انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ اس کا جواب دیں انہوں نے بھی کہا کہ میں کوئی جواب نہیں دے سکتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ جواب سن کر مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ میرے آنسو جو بہہ رہے تھے یکدم تھم گئے اور میں نے بڑے جوش سے کہا کہ وہ بات جو مشہور ہو رہی ہے اس کے متعلق اگر میں یہ کہتی ہوں کہ غلط ہے تو آپ مانیں گے نہیں۔اور اگر کہتی ہوں کہ سچ ہے تو یہ جھوٹ ہے اس لئے میں اور تو کچھ نہیں کہتی وہی کہتی ہوں جو حضرت یوسفؑ کے باپ حضرت یعقوبؑ نے کہا تھا کہ ﴿فصبر جمیل واللہ المستعان﴾ یہ کہہ کر میں وہاں سے اٹھی اور اپنے بستر پر آگئی۔ اتنے میں رسول کریم ﷺ پر وحی کی حالت طاری ہوئی اور آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿ان الذین جاؤ بالإفك عصبة منكم. لا تحسبوه شرا لكم. بل هو خير لكم. لكل امرئ منهم ما اكتسب من الإثم والذى تولى كبره منهم له عذاب عظيم﴾ (النور: ۱۲)

یقینا وہ لوگ جو جھوٹ گھڑ لائے تمہی میں سے ایک گروہ ہے اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ درحقیقت تمہارے لئے اچھا ہوا۔ ان میں سے ہر شخص نے جو گناہ کمایا ہے اس کا وبال اسی پر ہے اور جو شخص (اس) گناہ کی کارروائی کا زیادہ تر ذمہ دار تھا اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

جب رسول کریم ﷺ پر یہ وحی نازل ہوئی تو آپ کا چہرہ روشن ہو گیا۔اور آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: اے عائشہؓ خدا نے تمہیں اس الزام سے بری قرار دے دیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی والدہ نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا: عائشہ! رسول کریم ﷺ کا شکریہ ادا کرو۔انہوں نے کہا میں تو اسی خدا کا شکر ادا کروں گی جس نے مجھے اس الزام سے بری قرار دیا ہے۔ [تاریخ الطبری لأبی جعفر محمد بن جریر الطبری، المجلد الثانی صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۴، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان]۔ السیرة النبویہ لابن ھشام، الجزء الثالث صفحہ ۱۸۷ تا ۱۹۱، دارالجیل بیروت لبنان]

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

حضرت ثمامہؓ بن اثال

قبیلہ بنو حنیفہ کے بااثر رئیس ثمامہ بن اثال یمامہ کے رہنے والے تھے۔ اسلام دشمنی میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کے قتل کے درپے رہتے حتیٰ کہ ایک بار خود آنحضورؐ کے قتل کا ارادہ بھی کیا۔ ۶ھ میں آنحضورؐ نے نجد کے علاقہ میں ایک دستہ بھجوایا جس نے واپسی پر ثمامہ کو شک کی بنیاد پر قید کرلیا اور اپنے ہمراہ مدینہ لے آئے۔ ثمامہ نے بھی راستہ میں اپنی حقیقت ظاہر ہونے نہیں دی۔ مدینہ پہنچ کر جب انہیں نبی اکرمؐ کے حضور پیش کیا گیا تو آپؐ نے فوراً پہچان لیا اور صحابہ کو بتایا کہ وہ کسے قید کرکے لائے ہیں۔ پھر ثمامہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور انہیں مسجد کے صحن میں ہی باندھنے کا ارشاد فرمایا۔

آنحضورؐ روزانہ صبح ثمامہ سے ان کا ارادہ پوچھتے تو جواب ملتا "اگر مجھے قتل کریں تو آپ کو اس کا حق ہے، اگر احسان کریں تو مجھے شکرگزار پائیں گے اور اگر فدیہ لینا چاہیں تو بھی تیار ہوں۔" تیسرے دن آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا "ثمامہ کو آزاد کردو"۔ صحابہ کا خیال تھا کہ ثمامہ واپس اپنی قوم کی طرف چلے جائیں گے لیکن وہ کچھ ہی دیر بعد نہاکر واپس آئے اور قبول اسلام کا اعلان کیا۔ پھر آپؓ نے آنحضورؐ سے عرض کی کہ آپؓ عمرہ کیلئے جا رہے تھے کہ قید ہوگئے۔ اس پر آنحضورؐ نے آپکو عمرہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جب حضرت ثمامہؓ مکہ پہنچے تو آپؓ نے تبلیغ شروع کردی۔ کافروں نے رئیس یمامہ ہونے کی وجہ سے آپکو قتل تو نہیں کیا مگر برا بھلا کہا۔ آپؓ نے مکہ سے روانہ ہوتے وقت اعلان کیا "آئندہ یمامہ سے تمہیں غلہ نہیں آئے گا جب تک رسول اللہ اس کی اجازت نہ دیں۔" چنانچہ وطن پہنچ کر آپؓ نے مکہ کو غلہ روک دیا۔ مکہ کی خوراک کا بڑا حصہ یمامہ سے ہی آتا تھا چنانچہ جلد ہی کفار نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں حالت زار عرض کرکے مدد مانگی۔ اس پر آنحضورؐ نے ثمامہؓ بن اثال کو پیغام بھجوایا اور اہل مکہ کو مصیبت سے نجات ملی۔

حضرت ثمامہؓ اپنے علاقہ کے رئیس تھے اور آپکی تبلیغ سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں مسیلمہ کذاب کے فتنہ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے نمایاں خدمت کی۔

حضرت ثمامہؓ نے ایک بار بنی قیس کے مرتد سردار حطیم کا لباس اس کے قاتل سے خریدا اور اسے پہن کر باہر نکلے۔ بنوقیس نے سمجھا کہ حطیم کو آپؓ نے ہی قتل کیا ہے۔ اس شبہ میں آپکو شہید کردیا۔ آپکے متعلق یہ مضمون محترم مبشر احمد شاد صاحب کے قلم سے ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" جنوری ۹۷ء کی زینت ہے۔

— ★ ★ ★ —

نوبل انعام کا بانی۔ الفریڈ نوبل

نوبل ایک غریب معمار کے گھر ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوا۔ وہ صحت کی خرابی، غیرمعمولی ذہانت، حساس طبیعت اور خاندانی حالات کے باعث تنہائی پسند انسان تھا۔ اس کے باپ نے مالی بدحالی اور قرض خواہوں سے تنگ آکر روس کے شہر سینٹ پیٹرز میں پناہ لی، وہ بھی ذہین آدمی تھا چنانچہ وہاں کچھ عرصہ بعد ہی وہ انجینئرنگ فرم میں حصہ دار بن گیا۔ یہیں نوبل کی تعلیم کا گھر میں آغاز ہوا۔ اس نے مادری زبان کے علاوہ فرانسیسی، انگریزی، جرمن اور روسی زبانوں پر عبور حاصل کیا اور سائنسی تجربات کی طرف بھی بھرپور توجہ دینے لگا۔

نوبل نے کئی برس کی تحقیق کے بعد نائیٹرو گلیسرین کو کامیابی سے دھماکہ خیز مواد کے طور پر استعمال کرنے کا راز جان لیا۔ اگرچہ ان تجربات کی وجہ سے خود نوبل کا چھوٹا بھائی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ نوبل نے ۱۸۶۷ء میں ڈائنامائیٹ بنایا۔ ۱۸۷۰ء میں اس نے دھماکہ خیز جلاٹین دریافت کی اور ۱۸۸۰ء میں سیلسٹائٹ نامی ایک بےضرر دھماکہ خیز مواد دریافت کرکے وہ خاصا امیر آدمی بن گیا۔ اس نے گراموفون، ٹیلیفون، برقی بیٹری اور تابان لیمپ کی ترقی کیلئے بھی کام کیا۔

نوبل کافی عرصہ غیرشادی شدہ رہا اور اس دوران اس نے خوب سیاحت بھی کی۔ وہ بہت اچھا لکھاری تھا۔ اس نے بہت سی ادبی کاوشیں بھی کیں۔ اس کے نزدیک جنگ ایک گھناؤنا جرم تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی ساری دولت سائنس و ادب کے فروغ اور امن عالم کیلئے وقف کردی۔

یہ مضمون محترم عمران بدر ہاشمی کے قلم سے مذکورہ بالا شمارہ میں شامل اشاعت ہے۔

— ★ ★ ★ —

ایک خدائی خبر کے مصداق

حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۶ء میں بیان فرمایا:- "میں نے دیکھا رات کے وقت میں ایک جگہ بیٹھا ہوں اور ایک اور شخص میرے پاس ہے۔ تب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے نظر آیا کہ بہت سے ستارے آسمان پر ایک جگہ جمع ہیں تب میں نے ان ستاروں کو دیکھ کر اور انہیں کی طرف اشارہ کرکے کہا "آسمانی بادشاہت"۔ پھر معلوم ہوا کہ ایک شخص دروازہ پر ہے اور کھٹکھٹاتا ہے جب میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ ایک سودائی ہے جس کا نام میراں بخش ہے۔ اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور اندر آگیا۔ اس کے ساتھ بھی ایک شخص تھا مگر اس نے مصافحہ نہیں کیا اور نہ وہ اندر آیا۔ اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ آسمانی بادشاہت سے مراد ہمارے سلسلہ کے برگزیدہ لوگ ہیں جن کو خدا زمین میں پھیلا دے گا اور اس دیوانہ سے مراد کوئی متکبر، مغرور، متمول یا تعصب کی وجہ سے کوئی دیوانہ ہے، خدا اس کو توفیق بیعت دے گا۔"

میراں بخش آف دوالمیال بڑے متکبر، مغرور، متعصب اور احمدیت کے اشد مخالف تھے۔ ایک دفعہ آپ اپنے ایک ساتھی بابا بہادر صاحب کے ہمراہ لاہور کسی حاضری پہ گئے۔ فارغ ہوکر آپ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہر روز مرزا قادیانی کے قصے سنتے ہیں، اب لاہور آگئے ہیں، کیوں نہ قادیان جاکر اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ آپکے ساتھی نے اتفاق کیا چنانچہ دونوں رات کو بٹالہ پہنچ گئے۔ قادیان کیلئے کوئی سواری میسر نہ آئی تو اسی وقت پیدل قادیان چل پڑے اور صبح کی نماز کے وقت وہاں پہنچ کر مسجد مبارک کی سیڑھیوں پر سستانے بیٹھ گئے۔ وہاں آپکے ساتھی کے دل میں وسوسہ آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ میرا دل نہیں مانتا، تو جا اور مرزا صاحب کو دیکھ آ۔ آپ نے اس کو بہت سمجھایا، سفر کا مقصد یاد دلایا لیکن وہ نہ مانا چنانچہ آپ اکیلے مسجد میں پہنچے اور جب حضرت اقدسؑ کا چہرہ مبارک دیکھا تو خود کو بھول گئے اور فوراً قبول احمدیت کی سعادت پائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جو خبر حضور علیہ السلام کو دی تھی وہ بعینہٖ پوری ہوئی۔ حضرت میراں بخش صاحبؓ کے قبول احمدیت کا یہ واقعہ محترم ریاض احمد ملک صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۶ جنوری کی زینت ہے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت سید علی ہجویریؒ

حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ کے بارے میں محترم یاسر منصور احمد کا مضمون بھی مذکورہ بالا شمارہ کی زینت ہے۔ آپؒ کا شجرہ نسب حضرت امام حسنؓ تک پہنچتا ہے۔ آپکے والدین غزنی کے مضافات میں آباد تھے۔ سلطان محمود غزنویؒ کی وفات کے بعد جب غزنی میں قتل و غارت شروع ہوا تو آپؒ ہجرت کرگئے اور حصول علم کی خاطر بہت مشقتیں برداشت کیں۔ جہاں بھی کسی فاضل استاد کا پتہ چلا اسکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے حضرت شیخ ابوالحسن محمد بن الحسن ختلیؒ کی بیعت کی اور ان کے ارشاد پر لاہور آکر دریائے راوی کے کنارے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ لوگوں کا آپؒ سے جذبہ عقیدت اس قدر بڑھا کہ آپؒ کو "داتا گنج بخش" کے نام سے پکارا جانے لگا۔ آپؒ نے کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے اکثر تصوف اور معرفت سے متعلق ہیں۔ ۹۲ برس کی عمر میں ۴۶۵ھ میں آپؒ کی وفات ہوئی۔ آپؒ کے روضہ مبارک پر چلہ کشی کرنے والوں میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ بھی شامل ہیں۔ آپؒ کے چند اقوال یہ ہیں:-

★ فقیر کیلئے مرشد کی حضوری سے بڑھ کر اور کوئی چیز درکار نہیں۔
★ غرور کو اپنے جسم سے نکال دو۔
★ اگر کوئی مشکل پیش آئے تو والدین کی قبر پر جاکر دعا کرو۔
★ اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد مانگو۔
★ انسان کیلئے مشکل ترین چیز خدا کی پہچان ہے۔
★ ہر شخص کی قیمت معرفت الٰہی سے ہوتی ہے۔ جس کو یہ حاصل نہیں اس کی کوئی قیمت نہیں۔
★ درویش کی ہلاکت دل کی خرابی میں ہے۔

— ★ ★ ★ —

بقیہ: خطبہ جمعہ

یہ جمعۃ الوداع آپ کی بدیوں کو وداع کرنے کا جمعہ بن جائے گا۔ ہر اس چیز کو وداع کرنے کا جمعہ بن جائے گا جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ ہر اس چیز کے استقبال کا جمعہ بن جائے گا جو خدا کو پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا:-)

"اس جمعہ میں جو دعائیں آپ کو بتائی گئی ہیں امام صاحب نے اس سے پہلے جو مجھے آواز پہنچ رہی تھی آپ کو دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی ان کو یاد رکھیں مگر وہ محض انفرادی دعائیں تھیں زیادہ تر توجہ اجتماعی دعاؤں کی طرف کریں۔ سارے بنی نوع انسان کے لئے دعائیں کریں۔ تمام جماعت احمدیہ کے مفادات کے لئے دعائیں کریں۔ ان تمام نقصانات سے بچنے کے لئے دعائیں کریں جو جماعت کی راہ میں اتفاقاً یا گھات لگاکر بیٹھے ہوئے ہیں اور بالارادہ شرارت کے ساتھ پیدا ہو رہے ہیں۔ تو یہ جو وقت ہے جمعۃ الوداع کا یہ بہت برکتوں والا وقت ہے اس سے کوئی انکار نہیں۔ مگر جہاں اپنے لئے وہ دعائیں کریں میں نے ابھی جن کی طرف متوجہ کیا ہے وہاں بنی نوع انسان کے لئے دعائیں کرنا، اسلام کے اعلیٰ تقاضوں کے لئے دعائیں کرنا، احمدیت کے حق میں اور ہر شر سے بچنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجانے اور رہنے کی دعائیں کرنا، ان دعاؤں کو خصوصیت سے اہمیت دیں تو چھوٹے موٹے روزمرہ کے جو آپ کے کام اور ضرورتیں ہیں وہ ان دعاؤں کے سائے میں آپ ہی آپ ٹھیک ہو جایا کرتی ہیں۔

یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ کا دل اللہ کے کاموں میں اٹک جائے اور اللہ کے مفادات کی طرف دعاؤں میں توجہ پیدا ہو تو بسااوقات اپنے لئے دعا مانگیں یا نہ مانگیں اللہ تعالیٰ خود ہی ان باتوں کا دھیان کرتا ہے۔

آپ کے ملک کے ایسے ہونہار احمدی طلباء و طالبات یا ایسے احمدی مرد و خواتین جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کر کے شہرت پا چکے ہیں ان کے تعارف اور انٹرویوز پر مشتمل مضامین ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

fozman foods

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

28/3/97 - 6/4/97

18 DHUL QA'ADAH
Friday 28th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme -Nasirat-ul-Ahmadiyya - Shiekupura Vs Rawalpindi (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 23 (11.5.94) (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Tarteel ul Quran (R)
07.00	Pushto Programme : Waqfeen-e-Nau, Peshawar
08.00	Bazm-e-Moshaira Organized By Nizarat-e-Taleem-ul-Quran , Rabwah (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 28.3.97
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 28.3.97
15.15	Computers For Everyone -Part 2
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
22.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 28.3.97 (R)
23.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends - 28.3.97 (R)

19 DHUL QA'ADAH
Saturday 29th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Computer's For Everyone - Part 2 (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	M.T.A. Variety : "Religious Founders Day", Southall , U.K. (3.11.96) (Part 1)
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 28.3.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 28.3.97 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV at Mahmood Hall , London , U.K. (14.3.86)
14.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -29.3.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 29.3.97 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

20 DHUL QA'ADAH
Sunday 30th March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Desk (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 29.3.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
07.00	Siraiki Programme : Quiz Seerat-un Nabi (S.A.W.) No. 4
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV , Mehmood Hall , London , Organized By Khuddam-ul-Ahmadiyya , U.K. (22.2.97) (Part 1)
14.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends - 30.3.97
15.30	Around The Globe : "Ahmadiyyat in Desert" (Part 3)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Quiz Waqfeen-e-Nau, Dar-un-Nasr , Rabwah
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi -Nasirat-ul-Ahmadiyya - Shahtaj Vs Chak 99 Vs Sargodha
21.30	Dars-ul-Quran (No. 20) by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London (1995)
23.30	Learning Chinese

21 DHUL QA'ADAH
Monday 31st March 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Quiz Waqfeen-e-Nau, Dar-un-Nasr , Rabwah (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe : "Ahmadiyyat in Desert" (Part 3) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (31.3.97)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Quiz Waqfeen-e-Nau, Dar-un-Nasr , Rabwah (R)
07.00	Dars-ul-Quran (No. 20) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London , U.K. (R)
08.30	Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Shahtaj Vs Chak 99 Vs Sargodha (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Programme
14.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.00	M.T.A. Sports - All Rabwah Match - Dar-ul-Uloom Vs Dar-ul-Rehmat
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Norwegian

22 DHUL QA'ADAH
Tuesday 1st April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Sports - All Rabwah Football Match - Dar-ul-Uloom Vs Dar-ul-Rehmat (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme : Interview Late Dr. Saeed A. Khan By : Imam B. A. Rafique
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.55	Liqaa Ma'al Arab - (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London , U.K. (30.11.90)
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (1.4.97)
15.00	Medical Matters : "High Blood Pressure" Guest : Dr. Mehmood-ul-Hasan Noori (Heart Specialist) Host:Dr. Saqib Sami
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (1.4.97) (R)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

23 DHUL QA'ADAH
Wednesday 2nd April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters : "High Blood Pressure" Guest : Dr. Mehmood-ul-Hasan Noori (Heart Specialist) Host:Dr. Saqib Sami
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (1.4.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran (R)
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme : Bengali Translation of Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (2.4.97)
15.15	Seerat Sahaba Hadhrat Masih Mauud (A.S): Hadhrat Maulvi Mohammed Din Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah - "Chicken Roll"
21.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (2.4.97) (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

24 DHUL QA'ADAH
Thursday 3rd April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Desk
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
04.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (2.4.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Sindhi Programme -Sindhi Translation of FridaySermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (23.6.95)
08.00	Al Maidah - "Chicken Roll"(R)
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV-
15.00	Quiz Programme : Nasirat-ul-Ahmadiyya- Lahore Vs Rabwah
15.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 23 (11.5.94) (Part 2)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira : "Shaan-e-Quran" Organized By Nizarat -e- Taleem-ul-Quran , Rabwah
22.00	Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Dutch

25 DHUL QA'ADAH
Friday 4th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Nasirat-ul-Ahmadiyya- Lahore Vs Rabwah (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 23 (11.5.94) (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira : "Shaan-e-Quran" Organized By Nizarat-e-Taleem-ul-Quran , Rabwah (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 4.4.97
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih With Urdu Speaking Friends -4.4.97
15.15	Computers For Everyone -Part 3
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
21.30	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 4.4.97 (R)
22.45	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends - 4.4.97 (R)

26 DHUL QA'ADAH
Saturday 5th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Computers For Everyone -Part 3 (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	M.T.A. Variety : "Religious Founder's Day" Southall , U.K. - 3.11.96 (Part 2)
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends- 4.4.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 4.4.97 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time: Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV At Mehmood Hall , London (15.3.96)
14.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -5.4.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -5.4.97(R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

27 DHUL QA'ADAH
Sunday 6th April 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Desk (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (5.4.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
07.00	Siraiki Programme : Quiz "Seerat Khatum -un-Nabiyeen (S.A.W.) "
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question And Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, at Mehmood Hall, London , Organized By Khuddam-ul-Ahmadiyya , U.K. (22.2.97) (Part 2)
14.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends - 5.4.97
15.30	Around The Globe : Seminar about "Prof. Dr. Abdul Salam ", Imperial College, London
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Quiz "Seerat Hadhrat Masih-i-Mauud (A.S.) " , Nusrat Jehan Academy , Rabwah (Part 1)
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Kot Abdul Malik Vs Ahmad Nagar
21.30	Dars-ul-Quran (No. 21) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London (R)
23.30	Learning Chinese

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. + 44 ,181 ,874 ,8344

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 4 Friday, March 28, 1997 No. 13

پاکستان میں انتخابات

مذکورہ بالا عنوان سے سویڈن کے اخبار Goteborgs—Posten میں اس کے فارن کارسپانڈنٹ کی طرف سے پاکستان کے حالیہ انتخابات سے ایک روز قبل دو فروری ۱۹۹۷ء کے اخبار میں ایک دلچسپ آرٹیکل شائع ہوا ہے۔ سویڈن سے مکرم طارق چوہان صاحب نے اس کا خلاصہ ہمیں بھجوایا ہے جو بلا تبصرہ اخبار مذکور کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

—○○—

پاکستان کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو ۱۹۹۰ء میں معزول کیا گیا تھا۔ ان کے بعد نواز شریف نے حکومت بنائی۔ انہیں بھی ۱۹۹۳ء میں حکومت سے اتار دیا گیا۔ ان کی جگہ دوبارہ بے نظیر بھٹو نے لی۔ لیکن انہیں بھی نومبر ۱۹۹۶ء میں زبردستی اقتدار سے فارغ کر دیا گیا۔ تینوں دفعہ بدعنوانی، رشوت ستانی اور عمومی نا اہلی کو وجہ بتایا گیا۔ کل پاکستان میں انتخابات عمل میں آئیں گے۔ دو بڑے امیدوار نواز شریف اور بے نظیر ہیں۔ مگر عوام کی شدید خواہش ہے کہ کاش مارشل لاء لگ جائے۔ پاکستان میں جس طرز پر انتخابی مہم چلائی جا رہی ہے۔ وہ جمہوریت کے ماتھے پر ایک سیاہ داغ ہے۔

انتخابات نہ تو نظریاتی بنیادوں پر ہوتے ہیں نہ ہی کوئی مخصوص مسائل مدنظر ہوتے ہیں بلکہ ایک نیلامی کی طرز پر ہوتے ہیں جس میں ہر امیدوار بڑھ چڑھ کر بولی لگاتا ہے۔

انتخابی امیدوار دیہات میں تو نمبردار کو یکمشت رقم ادا کرتے ہیں جسے بعد میں ووٹروں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جو امیدوار سب سے اونچی بولی لگاتا ہے ووٹ کا حقدار قرار پاتا ہے۔ شہروں میں البتہ ہر ووٹ کنندہ کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ بذات خود اپنا ووٹ اونچی ترین بولی لگانے والے کو فروخت کر سکتا ہے۔

اقتدار میں آنے کے بعد یہ امیدوار جی بھر کر سرکاری خزانے کو لوٹتے ہیں اور اپنے خرچ کو وصول کرتے ہیں۔

پانچ نومبر کو بے نظیر کے شوہر آصف علی زرداری کو حراست میں لے لیا گیا۔ اس پر رشوت خوری اور مرتضٰی بھٹو کے قتل میں ملوث ہونے کا الزام تھا۔

آصف علی زرداری پاکستان کا سب سے زیادہ نفرت زدہ شخص ہے۔ اور اس کی شہرت ایک عظیم رشوت خور کے طور پر ہے۔ ایک سویڈش تاجر عرصہ دراز سے پاکستان میں تجارت کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ عملی طور پر پاکستان میں کوئی بھی بڑا سودا طے نہیں پا سکتا جب تک کہ بے نظیر کے شوہر نامدار کو اس میں سے حصہ نہ ادا کیا جائے۔ شروع میں آصف زرداری کو "مسٹر دس فیصد" کہا جاتا تھا لیکن اب کافی عرصہ سے انہیں "مسٹر بیس فیصد" کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس دعویٰ میں انکسارانہ مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے جبکہ حقیقت اس سے کہیں زیادہ ہے۔

پچھلے دنوں جب بے نظیر نے اپنے شوہر کو وزیر تجارت بنایا تو ایک پاکستانی اخبار نے لکھا کہ "یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کہ ایک گیدڑ کو خربوزوں کی رکھوالی پر بٹھا دیا جائے"۔

انتخابی مہم پر بے نظیر کو "غریبوں کی بہن" کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور نعرہ یہ لگایا جاتا ہے۔ "تمہاری ترقی تمہاری بہن کی خوشحالی میں ہے"۔ بے نظیر کا دعویٰ ہے (بغیر کوئی شرمندگی محسوس کئے) وہ غریبوں کے مسائل سے بخوبی واقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود ایک محل میں رہتی ہیں اور حکومت کے ایک لاکھ کرونر کی مقروض ہیں۔ یہ ایک ٹیلی فون کا بل ہے جو ان کی طرف سے ہنوز قابل ادا ہے۔

ایک جائزے کے مطابق ۹۵ فیصد ووٹروں کی رائے میں سبھی سیاست دان بدعنوان ہیں۔ ان میں نواز شریف اور بے نظیر شامل ہیں۔ نواز شریف ملک کے ایک امیر ترین شہری ہیں لیکن سرکاری طور پر ان کی جائیداد ۱۲۰ ڈالر ہے۔ جب حال ہی میں انہوں نے عوام سے یہ وعدہ کیا کہ وہ بدعنوان عناصر کو اکٹھا کر کے دریا برد کر دیں گے۔ تو اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ دریا میں پہلی چھلانگ انہیں خود لگانی چاہئے۔

اگرچہ انتخابی مہم کے اکثر پہلو مضحکہ خیز ہیں لیکن پس منظر کہیں زیادہ گھمبیر ہے۔ نائجیریا کے بعد پاکستان کو دنیا کا سب سے زیادہ بدعنوان ملک تصور کیا جاتا ہے۔

ورلڈ بنک کے ایک ماہر کے مطابق صرف پچھلے تین سالوں میں پاکستان کے سیاست دانوں نے سرکاری خزانہ سے ۷۳۰ بلین کرونر کا غبن کیا ہے۔

صوبہ بلوچستان اگرچہ بے چارگی کی حد تک غربت کا شکار ہے۔ لیکن اس میں ۳۳ صوبائی وزیر ہیں اور ان کے پاس ۹۰۰ سرکاری کاریں ہیں۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ملکی آمدنی کا چالیس فیصد حصہ قرضہ کے سود کی ادائیگی پر خرچ ہوتا ہے۔ ملک میں اسلحہ اور منشیات کا ایک سیلاب آیا ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق ہر سال پاکستان سے دس بلین کرونر کی مالیت کی منشیات بر آمد کی جاتی ہیں۔ ملک کے مالی مرکز کراچی میں نسلی اور فرقہ وارانہ فسادات میں سینکڑوں افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

پاکستان اس وقت گہری غربت کا شکار ہے۔ ناخواندگی کا تناسب ۶۵ فیصد ہے۔

ایسے افراد جن کے پاس اپنی اولاد کی محنت کشی کو بیچنے کے سوا اور کچھ نہیں انہیں انتخاب سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شاید وہ اپنا ووٹ بیچ کر کچھ رقم کما سکیں۔

چونکہ ایک عورت ملک کی وزیر اعظم رہ چکی ہیں اس سے تاثر ملتا ہے کہ عورت کے حقوق کا پاکستان میں خیال رکھا جاتا ہے۔ لیکن دیہات میں صورت حال کافی مختلف ہے۔ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں عورتوں کو پہلی دفعہ حق رائے دہی تفویض کیا گیا ہے مگر قبائلی سرداروں نے اعلان کیا ہے کہ اگر کوئی عورت پولنگ سٹیشن کے قریب بھی پھٹکی تو اس کے شوہر کو نظر بند کر دیا جائے گا۔

پاکستان کے عوام کی ایک بڑھتی ہوئی اکثریت اس نام نہاد جمہوریت سے تنگ آ چکی ہے۔ عوام کی اکثریت کی دلی خواہش ہے کہ ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ہو جائے۔ آزادی کے بعد سے پاکستان کی پچاس سالہ زندگی میں سے پچیس سال یہاں فوجی حکومت قائم رہی ہے۔ چھوٹے بڑے تاجر پیشہ افراد کے مطابق فوجی حکومت کے دوران ترقی کی رفتار نسبتاً زیادہ تھی۔ لیکن اب ترقی کی رفتار مکمل طور پر رک چکی ہے۔

چنانچہ یہ امر باعث حیرانی نہیں ہو گا کہ ایک تخمینہ کے مطابق ووٹ ڈالنے والوں کا تناسب بیس سے پچیس فیصد ہو گا۔

(اخبار گوئٹے برگ پوسٹ ۲ فروری ۱۹۹۷ء)

(مرسلہ: طارق چوہان، سویڈن)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

برتری ثابت نہیں کرتے اور انہیں حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ عزت اور وقار کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں۔ ان کے عزت اور وقار کا ایک مقام ہے جسے وہ اپنی چال سے ظاہر کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو لوگ جھوٹ سے نفرت کے نتیجہ میں از خود اس قسم کی صفات ظاہر کرنے لگتے ہیں ان کی توجہ لغو سے ہٹتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی آیات کی طرف ہوتی ہے اس لئے جب اللہ کی آیات ان پر پڑھی جائیں تو ان کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں۔ نیکیوں میں ان کی دلچسپیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ وہ کلیتہً خدا کے ہو جاتے ہیں اور ہر خواہش اور ہر لذت اسی سے چاہتے ہیں یہاں تک کہ دنیاوی لذات بھی جو عام لوگوں کو براہ راست ملتی ہیں وہ خدا سے طلب کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں یا ہمارے خاوندوں اور اپنی اولاد میں وہ لذتیں عطا کر کہ ہم غیر سے بے نیاز ہو جائیں۔ ان کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

حضور نے فرمایا کہ اس دعا سے پہلے تیاری ضروری ہے۔ جھوٹ سے نفرت، غیر اللہ سے نظریں پھیرنا اور اپنی خواہشات کو اللہ کی طرف مائل کرنا یہ چیزیں پیدا ہوں تو پھر یہ دعا اور معنی رکھے گی کہ ہمیں اپنی بیویوں، خاوندوں، اولاد سے وہ آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما جس کے نتیجہ میں نیک اولاد پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا ہمیشہ اسی طریق پر مانگی ہے۔

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا — جب آوے وقت میری واپسی کا

آنکھوں کی ٹھنڈک کا یہ مطلب ہے کہ ایسی نسلیں پیچھے چھوڑ کر جائیں جو متقی ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہے۔ اس لحاظ سے یہ سوال اٹھتا ہے اور ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ یہ دعا ہمارے حوالے سے قبول ہوئی ہے یا نہیں۔ ہم جو اپنی اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک چاہتے ہیں کیا محمد رسول اللہ کی امت کے ناطے حضرت محمد رسول اللہ کی آنکھیں ہمیں دیکھ کر ہماری طرف سے ٹھنڈی ہوں گی یا نہیں۔ یہ پہلو بھی اس دعا کے وقت پیش نظر رکھنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ آجکل کے زمانے میں جو لذتوں کے مرکز گھروں سے نکل کر باہر جا چکے ہیں اس کی وجہ اس دعا کا فقدان ہے۔

حضور نے فرمایا کچھ لوگ ہیں جن کی زندگیاں لغویات میں وابستہ ہوتی ہیں مگر گناہوں میں نہیں۔ پس اگر گناہوں سے توبہ کرنی ہو اور سخت محسوس ہو تو کچھ دوسری دلچسپیاں بڑھانی ہوں گی جو لغو کی گندی قسمیں نہ ہوں مثلاً صحتمند کھیلیں ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اپنے بچوں کی دلچسپیوں پر نظر رکھیں۔ ان سے ایسا تعلق جوڑیں کہ جو ان میں نیکیوں کے پیدا کرنے کا موجب بنے۔ ہر احمدی خاندان اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ باوجود ان کے نیک ہونے کے ان کے بچے ان میں دلچسپی لیتے ہیں یا نہیں؟ 'واجعلنا للمتقین اماما' کی دعا تب قبول ہو سکتی ہے اگر ماں باپ نیک ہوں اور نیکی کی وجہ سے اولاد کو ان سے پیار ہو۔ اگر بیویوں کو آپ کی نیکی سے محبت ہو رہی ہے اور نیکیاں بڑھنے کے نتیجے میں ان کو آپ سے اور زیادہ محبت ہو رہی ہے تو پھر یقین کریں کہ یہ دعا قبول ہو رہی ہے۔ اس دعا کی طرف آجکل کے زمانے میں غیر معمولی توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ اس دنیا کا سکون ہی نہیں اگلی دنیا کا سکون بھی اس سے وابستہ ہے۔ کیونکہ فرمایا ہے کہ یہی لوگ ہیں جن کو بالاخانے دیئے جائیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ جیسا گھر وہ یہاں بنائیں گے اس کی بالائی منزل انہیں عطا ہو گی۔

حضور نے آیت قرآنی کے حوالہ سے جنت میں تحفوں اور سلام کے مضمون کی بھی بہت لطیف اور ایمان افروز تفسیر بیان فرمائی۔ اسی طرح بتایا کہ جس طرح دنیا کی بیماریوں سے شفا پانے کے لئے صبر کے ساتھ علاج ضروری ہے اسی طرح روحانی بیماریوں سے شفا پانے کے لئے بھی صبر ضروری ہے۔

حضور نے 'ربنا ھب لنا من ازواجنا ......' کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کئی گھروں کی اصلاح میں اس دعا نے بہت کام دیا ہے اور بسا اوقات اس دعا کے نتیجہ میں گھروں کی حالت بدل گئی۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد